نصیر المنطق

جس میں منطق کے ابتدائی مسائل، مباحث ضروریہ کا صحیح نقشہ، آسان اور سہل زبان میں، مفید اور کارآمد مثالوں سے تشریح و توضیح ہے

مرتبہ

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب عباسی پشاوری

باہتمام محمد یوسف صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی کلم بفصل الخطاب۔ والصلوۃ والسلام
علی رسولہ الذی نطق بالصدق والصواب۔ وعلیٰ الہٖ
واصحابہ الذین تمسکو بالسنۃ والکتاب

منطق جو اثبات مدعی کا بہترین مجموعہ ہے اسکا موجد حکیم ارسطاطالیس
ہے سکندر اعظم کے حکم سے اس نے منطق کی بنیاد ڈالی۔ یعنی ایک
ایسے علم کی جس کے ذریعہ سے انسان بہترین اور صحیح طریقہ سے استدلال
اور اثبات مدعی کر سکے۔ گو جب غور سے دیکھا جائے تو یہ ثابت ہوگا کہ
اگر منطق کے یہی معنی ہیں کہ جسکے ذریعہ سے استدلال اور اثبات مدعی کے طریقے معلوم
ہوں تو منطق کی ابتدائی تاریخ وہی ہے جس تاریخ سے دنیا کی ابتدا ہوئی۔ اسلئے
کہ جب سے انسان ہوا اور دنیا میں آیا جب آدم اور حوا نے اس عالم میں قدم
رکھا اسی وقت سے استدلال اور اثبات مدعی کی بھی ضرورت ہوئی یعنی خالق
مطلق نے انکی تخلیق کیساتھ انکی زبانوں میں ایک ایسی قوت بھی پیدا کی کہ
جسکے ذریعہ سے وہ اپنے مطلب کو سمجھا سکیں اور یہی منطق ہے مگر ارسطو کو

بیڑا اُٹھایا تھا کہ یونان کی کسی علمی عمارت کو منہدم کئے بغیر نہ چھوڑیں گے اپنی مشہور آفاق تصنیف مقاصد الفلاسفہ میں لکھتے ہیں کہ منطق اہل حق اور فلسفیوں کی مشترک شاہراہ ہے اس کے اصول اور قواعد نہایت قوی اور مضبوط ہیں۔ غرضیکہ ارسطو کی منطق یہ ہے جس کے متعلق فارابی بوعلی اور ہمارے امام الائمہ کی رائے ابھی آپ معلوم کر چکے۔ یہ بھی آپ نے معلوم کر لیا کہ منطق کا ابقاء امام غزالیؒ نے ضروری خیال فرمایا ہے بلکہ ضمناً اہل حق کو بھی اس راستے پر چلنے کی ہدایت کی ہے۔ حضرت امام کا منشا یہ ہے کہ اہل حق کو بھی چاہیئے کہ وہ اس راستے کو اختیار کریں۔ یعنی اگر چاہتے ہیں کہ اپنے مطلوب اور مقصود کو صفائی کے ساتھ بیان کریں اپنی تحریر اور تقریر میں شستگی اور سلاست پیدا کریں اور اگر چاہتے ہیں کہ اپنی رائے کو صحیح بنائیں اور دوسرے کی رائے کی صحت و سقم کا اندازہ کر سکیں اور اپنی دو رایوں میں اسکو جانچ سکیں کہ فلاں غلط ہے اور فلاں صحیح تو منطقی شاہراہ پر آدیں یہ اصابت رائے کا ایک آلہ ہے۔ تقریر تحریر صحیح اور شستہ بنانے کا ایک ذریعہ ہے جو طبقہ اپنی تقریر کو اپنی گفتگو اور وعظ کو دلچسپ اور دلفریب بنانا چاہتا ہے وہ آئے اور منطق پڑھے ایک واقعہ ہے اور تجربہ کی بات ہے۔ تجربہ بھی ایک دو آدمی کا نہیں اور نہ کسی معمولی طبقے کے لوگوں کا بلکہ اسلام کے مسلّم دانشمندوں کا اور ذوی الرائے اصحاب کا اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ اصابت رائے اور خطا ئے فکری سے بچنے کا منطق سے اچھا کوئی آلہ نہیں نطق ظاہری اور

بایں ہمہ موجد کہا جاتا ہے اور کہا جائیگا اس لئے کہ گو منطق کی تاریخ آفرینش عالم کی تاریخ کے ساتھ متحد مان لی جائے مگر یہ نہیں مانا جاسکتا تاکہ کسی نے ارسطو سے پہلے منطق کے قواعد کو بھی مرتب کر دیا ہو کون ہے جو کہہ سکے کہ ارسطو سے پہلے کسی نے یہ لکھا ہو اور بتلایا ہو کہ معرِّف کو معرَّف سے زیادہ کھلا ہوا ہونا چاہئے اور کون ہے جس نے یہ طریقہ بتلایا ہو کہ جب ہم کسی چیز کو یقینی طور پر جاننا چاہیں اور اس کا قصد کریں کہ فلاں چیز کا ہم کو علم یقینی حاصل ہو جائے تو اس وقت تک نہیں ہو سکتا جبتک کہ اس پر برہان لمی نہ قائم کر دی جائے۔ غرض بولتے چالتے اور مطلب کو سب ہی ادا کرتے چلے آرہے تھے مگر یہ شرف خدائے تعالیٰ نے ارسطو ہی کے حصے میں لکھدیا تھا کہ وہ ادائے مطلوب کے طریقوں کو بھی قواعد کے شکنجہ میں جکڑ دے اور اس طرح پر جکڑے کہ آئندہ آنے والے مدققین اور حکما بھی سوائے اس کے کہ ارسطو کی مدح و تحسین کریں اور اس کے اقوال کو استدلال قرار دیں یہ مجال نہ رکھیں کہ قلعہ منطق کی مضبوط عمارت کو دماغی توپوں سے منہدم کر دیں۔ فارابی سے کسی نے دریافت کیا۔ آپ کو ارسطو سے کیا نسبت ہے کہا کہ میں اگر ارسطو کے زمانہ میں ہوتا تو اس کا ایک لائق شاگرد ہوتا۔ بوعلی سینا نے لکھا ہے کہ اتنا مدید زمانہ گذر چکا لیکن ارسطو کی تحقیقات پر ایک ذرہ بھر اضافہ نہ ہو سکا۔ امام حجۃ الاسلام ابو حامد محمد بن محمد الغزالی المتوفی ۵۰۵ھ جو اسلامی حکما میں سب سے زیادہ نامور حکیم گذرے ہیں۔ اور جنہوں نے

لہذا میں اس خوان نعمت کو اخوان ملت کے سامنے مخلصانہ طریق پر پیش کرنا چاہتا ہوں۔ منطق گو اصل میں یونانیوں کا فن ہے مگر مسلمانوں نے اس میں اسقدر استغراق اور انہماک اختیار کیا کہ اگر بجائے یونانی منطق کے اسلامی منطق کہا جائے تو بیجا نہو گا۔ عربی میں ہزاروں کتابیں یونانی منطق کی آج بھی موجود ہیں اور مسلمانوں نے عربی زبان میں منطق کی اتنی کتابیں لکھیں کہ شاید یونانی میں بھی نہ ہوں یعنی ہم ہی نہیں بلکہ ہمارے اسلاف بھی اس خوان نعمت کیلئے صدائے عام دیچکے ہیں مگر یہ بات ضروری ہے کہ ہماری مذہبی زبان کی خزائن تو پوری طور سے جواہرات منطق سے پر ہیں مگر ملکی زبان کے خزائن ان بیش بہا موتیوں سے بالکل خالی ہیں اسلئے ہمنے یہ ارادہ کیا کہ مذہبی اور ملکی بھائیوں کے سامنے اُردو کے قلم سے یونانی منطق کی ایک صحیح تصویر کھینچیں اور ان کو اس نعمت سے محروم نہ رکھیں کہ جس کے مزے ان کے اسلاف نے صدیوں تک لوٹے ہیں یہ ایک خیال تھا جس نے میرے دفعتاً دماغ میں پہلیوں چکر لگایا دلی خواہش تھی کہ اس ارادہ کو عزم سے بدلوں۔ مگر مشاغل درس و تدریس نے اس طرف متوجہ ہونے نہ دیا بالآخر میرا یہ ارادہ عزم سے مبدل ہوا آج جمعہ کا دن ہے فرصت اور برکت کا دن ہے اس مبارک دن میں سرزمین منطق کا سفر شروع کروں اور اسوقت تک کہیں نہ ٹھہروں جبتک کہ آئندہ آنے والے مسافروں کے لئے راحت بخش سامان اور تیز رفتار سواری نہ مہیا

باطنی اگر کوئی چیز پیدا کر سکتی ہے تو وہ منطق ہے۔ ذرا اپنے اسلاف کی تاریخ اٹھا کر دیکھئے آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ ہزاروں ذی علم اور ہنر والوں کے گروہ کے گروہ منطق کی طرف مائل ہوئے۔

فارابی۔ بوعلی۔ رازی۔ محاکم۔ دوانی۔ میرزاہد ہروی۔ ملا نظام الدین مولوی عبد العلی۔ بحر العلوم مولانا فضل امام۔ مولانا فضل حق۔ مولانا عبد الحق خیرآبادی۔ علامہ احمد حسن کانپوری۔ سیدی و استاذی علامہ برکات احمد ٹونکی قدس اللہ اسرارہم کیسے کیسے منطق کے ائمہ گذرے ہیں۔ یہ مقدس اسلاف کیوں منطق کی طرف ٹوٹے اس لیے کہ وہ ایک شیریں نہر ہے جس سے سیراب ہونے سے قلب میں فرحت، دماغ میں طاقت طبیعت میں جودت، تقریر میں لذت، ذہن میں ذکاوت، فہم میں سرعت پیدا ہوتی ہے کیا آپ کے نزدیک طبیعت کی جودت، فہم کی سرعت، تقریر کی لذت، ذہن کی ذکاوت، بڑھانے کی چیزیں نہیں ہیں کہ ان کو چھوڑ دیا جائے یا ان کے بڑھانے کی کوشش نہ کی جائے اور ان کی ترقی سے منہ موڑا جائے شاید آپ کا یہی مسلک ہو میرے نزدیک تو یہ نعمت عظمیٰ ہے جو اس قابل ہے کہ نہایت حفاظت کیساتھ سینہ جیسے مضبوط صندوق میں بند کر لی جائے مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں ایک شخص اپنے ہی سینہ میں مقفل رکھنا چاہتا ہوں۔ میں ہرگز ایسا نہ کروں گا اس لئے کہ اس نعمت کی حفاظت وصیانت سے اشاعت مقصود ہوتی ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

مقدمہ

منطق کی تعریف منطق ایک ایسا ضابطہ کلیہ ہے کہ جب اسکا خیال رکھیں تو فکر اور سوچ میں غلطی نہیں ہوتی۔

منطق کا فائدہ اس علم کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے انسان خطاء فکری سے بچ جاتا ہے یعنی جب کسی امر میں غور کرے تو اگر سوچنے کے وقت منطقی قواعد کا لحاظ رکھتا ہے تو اس رائے میں غلطی نہ ہوگی۔

منطق میں کس چیز کی بحث ہوتی ہے ہر علم کا موضوع وہ ہوا کرتا ہے جسکے احوال ذاتیہ سے اس علم میں بحث کیجائے۔ جیسے علم طب کہ اسکا موضوع یعنی وہ چیز جس سے طب میں بحث کیجاتی ہے انسان کا بدن ہے طب میں جب بحث ہوگی انسان کے بدن کی صحت و مرض ہی سے بحث ہوگی منطق میں جن چیزوں سے بحث کیجاتی ہے وہ معلوم تصوری اور تصدیقی ہیں۔

کرون بحمد اللہ کہ میری محنت ٹھکانے لگی اور میرے اس کام نے
بہت جلد سرانجام پایا یعنی چند ہفتوں میں مینے منطق کی یہ کتاب سلیس اُردو
میں ایسی کتابون سے مرتب کر لی جو منطق کے دربار میں مقبول اور منظور ہین۔
خدائے قدوس خلعتِ مقبولیت عنایت فرمائے اور مؤلف کے لیے
صدقہ جاریہ ہو ے

تلک آثارنا تدل علینا ؎ فاسئلوا حالنا عن الآثار

یوسف عباسی غفرلہ

حکماء تصدیق صرف ایک چیز (حکم) کو کہتے ہیں۔ اور فخر رازی کے نزدیک تین چیزون کے مجموعہ کا نام ہے۔ تفصیل اس طرح سمجھو۔ ان ہر دو مذہب مین دو فرق ہیں۔ پہلا یہ کہ حکما تصدیق ایک چیز (حکم) کو کہتے ہین اور فخر رازی فرماتے ہیں کہ تصدیق تین چیزون کے جاننے کا نام ہے۔ دوسرے یہ کہ حکماء کے نزدیک موضوع محمول کا جاننا تصدیق کے لئے شرط ہے اور امام رازی کے نزدیک تصدیق کے ٹکڑے ہیں۔ جیسے "نبی سچا ہے" کہا تو تین علم حاصل ہوئے ایک نبی کا دوسرا سچے کا تیسرا ہے کا۔

تصور کی قسمین

تصور کی دو قسمین ہیں۔ بدیہی۔ نظری۔ بدیہی (جسے ضروری بھی کہا جاتا ہے) اس جاننے کو کہتے ہیں جو بلا کسی غور و فکر کے حاصل ہو جیسے ٹھنڈک۔ گرمی۔ سختی۔ نرمی کا تصور جب کسی چیز کو ہاتھ یا بدن کا کوئی حصہ لگا تو معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ چیز ٹھنڈی ہے یا گرم۔ سخت ہے یا نرم۔ نظری (جسکو کسبی بھی کہتے ہیں) وہ ہے جو غور فکر اور دماغ سوزی سے حاصل ہو جیسے آسمان اور زمین انسان اور فرشتہ۔ ان چیزون کی حقیقت معلوم کرنا بلا دماغ سوزی کے مشکل ہے۔

تصدیق کی قسمین

تصدیق کی بھی دو قسمین ہیں بدیہی نظری۔ تصدیق بدیہی اسکو کہتے ہیں جو دماغ سوزی اور غور و فکر سے حاصل نہ ہو جیسے باپ بڑا ہے بیٹا چھوٹا ہے سمندر دریا ہے کہ ہر شخص جانتا ہے

لہذا معلومات تصوریہ اور تصدیقیہ منطق کے موضوع کہلائے جاتے ہیں۔ یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ مطلقاً معلوم تصوری اور تصدیقی منطق کے موضوع نہیں ہیں۔ بلکہ منطق میں اسی معلوم تصوری اور تصدیقی سے بحث کیجائے گی جو مجہول کی طرف موصل ہوں یعنی جو اس قسم کے ہوں کہ ان کے ذریعہ سے ایسی چیزیں حاصل ہو جائیں جو پہلے سے معلوم نہ تھیں۔

علم کے معنی لغت میں علم کے معنی جاننا ہیں مگر اصطلاح منطق میں پانچ معنی آتے ہیں اول کسی چیز کی صورت کا عقل میں حاصل ہونا۔ یعنی حصول کا نام علم ہے۔ دوسرے صورت حاصلہ شیٔ کی عقل میں یعنی علم صورت حاصلہ کا نام ہے۔ تیسرے موجود ہونا عالم کے پاس یعنی جو چیز عالم کے سامنے حاضر ہے اسکو علم کہتے ہیں۔ چوتھے نفس کا صورت کو قبول کرنا یعنی صورت کے قبول کرنے اور تصویر کے نقش ہونے کو علم کہتے ہیں۔ پانچویں اضافت حاصلہ عالم اور معلوم میں جو کہ ایک اضافت ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ جاننا اس کا اسکو۔ اور اس کا نام علم ہے۔

علم کی قسمیں علم کی دو قسمیں ہیں۔ تصور۔ تصدیق۔ تصور اس سادہ تصویر کو کہتے ہیں جس میں کوئی حکم نہو حکم سے مراد ایک چیز کی نسبت دوسری چیز کی طرف خواہ ہے کی یا نہیں کی

اختلاف تصدیق کے معنی میں حکما اور فخر رازی کا اختلاف ہے

لڑتا تھا اور ہر لڑنے والا فتنہ پسند ہوتا ہے نتیجہ یہ ہوا کہ عالمگیر فتنہ پسند تھا۔
اور یہ ظاہر ہے کہ دونوں دلیلوں میں سے صرف ایک صحیح ہے۔ دوسری
غلط۔ تو معلوم ہوا کہ انسان کی طبیعت غلطی سے بچانے کے لئے کافی نہیں کہ
جب طبیعت انسانی کافی نہ ہوئی تو ہمیں ایسے قاعدہ کی ضرورت ہوئی کہ
کہ اس کے ذریعہ سے فکر کی غلطی سے بچیں اور معلوم چیزوں سے نامعلوم
چیزیں حاصل کر لیں اسی قاعدہ کا نام منطق اور میزان ہے۔

منطق کی وجہ تسمیہ

منطق کو منطق اسواسطے کہتے ہیں کہ یہ ظاہری
بول چال اور باطنی دونوں بخشتی ہے۔ ظاہری
تو اس طرح پر کہ جیسی صاف اور پر جھی ہوئی تقریر منطقی کر سکتا ہے دوسرا
نہیں کر سکتا۔ باطنی اس طرح پر کہ منطقی چیزوں کی اصلیت اور ان کے
ٹکڑے اور پرزے اور بیرونی تعلق کی چیزیں وغیرہ سب جانتا ہے دوسرا
ان باتوں کو نہیں جانتا اور اس علم کو میزان اسواسطے کہتے ہیں کہ میزان
کے معنی ترازو ہیں صحیح فکروں کو فاسد فکروں سے اس کے ذریعہ سے تمیز
اور جدائی ہو جاتی ہے اور اس کو علم عالی بھی کہتے ہیں اس لئے یہ تمام
علموں کا ذریعہ ہے خصوصاً علم الٰہی کا۔

تنبیہ:۔ ہر چند منطقی کو الفاظ و عبارات سے بحث نہیں کرنا چاہیے
بلکہ صرف مطلب اور معنی سے بحث کرنا چاہیے اس لئے کہ الفاظ و عبارات

کہ باپ بڑا بیٹا چھوٹا۔ سمندر دریا ہے اسکو ضروری بھی کہتے ہیں۔ نظری اس کو کہتے ہیں جو فکر اور غور اور دماغ سوزی سے حاصل ہو جیسے آسمان گھومتا ہے زمین گھومتی ہے کہ یہ دلیلوں کے لانے سے معلوم ہوتے ہیں اس کو کسبی بھی کہتے ہیں۔

نظر۔ فکر کی تعریف

معلوم چیزوں کو اس طرح پر ترتیب، بنا کہ نامعلوم چیزیں معلوم ہو جائیں جیسے۔ خلاف شرع جرم ہے ہر جرم گناہ ہے ان معلوم چیزوں کو ترتیب دیا جائے یعنی خلاف شرع جرم ہے۔ پہلے رکھا جائے اور ہر جرم گناہ ہے بعد میں رکھا جائے۔ تو اس ترتیب سے ایک نئی چیز جو پہلے معلوم نہیں معلوم ہو جائے گی۔ خلاف شرع گناہ ہے کا حکم ہے۔

نظر و فکر کی تعریف تو بتلا ہی چکے اب یہ بتلانا ضروری ہے کہ ہر ترتیب صحیح نہیں ہوا کرتی اس لئے کہ اگر ہر ترتیب صحیح اور درست ہو تو اختلاف نہ ہوتا۔ حالانکہ اختلاف ہوا ہے کیونکہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اورنگ زیب عالمگیر امن پسند تھا اور وہ قیاس اس طرح بناتے ہیں کہ اس نے دنیا میں امن قائم کیا اور جو امن قائم کرے وہ امن پسند ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اورنگ زیب امن پسند تھا اور بعض لوگ گمان کرتے ہیں کہ اورنگ زیب فتنہ پسند تھا۔ (بالکل غلط) اور قیاس اس طرح بناتے ہیں کہ اورنگ زیب لوگوں سے

یہ چھ دلالتین ہین مگر منطقی دلالت لفظی وضعی سے زیادہ بحث کرتا ہے کیونکہ سمجھنے اور سمجھانیکے وقت دلالت لفظی وضعی کے استعمال کرنے سے آسانی ہوتی ہے۔ اور دلالتون کے استعمال کرنے سے دقت۔

دلالت لفظی وضعی کی قسمیں

دلالت لفظی وضعی کی تین قسمین ہین مطابقی، تضمنی، التزامی۔ مطابقی اسکو کہتے ہیں جس میں لفظ اپنے پورے معنی پر دلالت کرے۔ جیسے رسول کی دلالت پورے بھیجے ہوئے آدمی پر ہے اور تضمنی اسکو کہتے ہیں جس میں لفظ اپنے معنی کے ٹکڑے پر دلالت کرے جیسے رسول کی دلالت صرف بھیجے ہوئے پر یا صرف آدمی پر۔ التزامی اس کو کہتے ہین جس میں لفظ اپنے معنی سے خارج اور معنی کے لازم پر دلالت کرے جیسے رسول کی دلالت سچے یا صاحب اخلاق پر۔

لزوم کی بحث

دلالت تضمنی اور التزامی بغیر مطابقی کے نہین پائی جاتی اس واسطے کہ اگر ایسا ہو تو لازم آتا ہے کہ جزو بغیر کل کے۔ لازم بغیر ملزوم کے اور تابع بغیر متبوع کے پایا جائے حالانکہ ایسا نہیں ہوتا۔ مطابقی بغیر تضمنی اور التزامی کے پائی جاتی ہے اس واسطے کہ ممکن ہے کہ کوئی معنی ایسا ہو کہ اس کا نہ کوئی جزو ہو نہ لازم اعتراض کوئی معنی ایسا ہے ہی نہیں کہ اس کا کوئی لازم ہی نہ ہو کم سے کم

سے بحث صرفی نحوی کا وظیفہ ہے مگر منطقی کو الفاظ و عبارات سے بحث کرنی پڑتی ہے کیونکہ سمجھنا اور سمجھانا اسی پر رکا ہوا ہے۔ اس لئے منطق کی شروع کتابوں میں الفاظ و عبارات کی بحث آجاتی ہے۔

دلالت کی بحث

دلالت کے معنی لغت میں راستہ دکھلانا ہے اور اصطلاح منطق میں یہ ہے کہ دو چیزوں کا اسطرح پر ہونا کہ ایک کے سمجھنے سے دوسری سمجھ میں آجائے۔ اسکی دو قسمیں ہیں۔ لفظی۔ غیر لفظی۔ لفظی اسکو کہتے ہیں کہ جسمیں دلالت کرنیوالا لفظ ہو۔ دلالت لفظی کی تین قسمیں ہیں۔ لفظی وضعی، لفظی طبعی، لفظی عقلی۔ لفظی وضعی اسکو کہتے ہیں جسمیں دلالت کرنیوالا لفظ ہو اور علاقہ وضع کا ہو جیسے لفظ زید کی دلالت خاص آدمی پر۔ لفظی طبعی اسکو کہتے ہیں کہ جسمیں دلالت کرنیوالا لفظ ہو اور علاقہ طبع کا ہو جیسے لفظ "ہائے ہائے" کی دلالت مریض سے مرض کی سختی پر۔ لفظی عقلی اسکو کہتے ہیں جسمیں دلالت کرنیوالا لفظ ہو اور واسطہ صرف عقل کا ہو جیسے کسی بولی کی دلالت بولنے والے پر جبکہ آڑ سے سنی جائے غیر لفظی کی بھی تین قسمیں ہیں۔ وضعی، طبعی، عقلی۔ غیر لفظی وضعی اس دلالت کو کہتے ہیں جسمیں دلالت کرنیوالا لفظ نہو اور علاقہ وضع کا ہو جیسے ہاتھ بار بار کر ہلانیکی دلالت کسی کے بلانے یا ملانے پر۔ غیر لفظی طبعی اسکو کہتے ہیں جسمیں دلالت کرنیوالا لفظ نہو اور علاقہ طبع کا ہو جیسے گھوڑے کا "ہنہنانا" دلالت کرتا ہے چارہ یا پانی کی خواہش پر۔ غیر لفظی عقلی اسکو کہتے ہیں جسمیں دلالت کرنیوالا لفظ نہو اور علاقہ عقل کا ہو جیسے دھوئیں کی دلالت آگ پر۔

بھی ہے اور جز معنی پر دلالت بھی کرتا ہے اور وہ معنی مقصود بھی ہے مگر وہ دلالت مقصود نہیں جیسے حیوان ناطق کی دلالت اس حالت میں کہ کسی کا نام ہو

مفرد کے اقسام

اگر مفرد اپنے معنی دینے میں دوسرے کا محتاج نہیں ہے (بلا اس کے کہ اس کے ساتھ کوئی کلمہ ملایا جائے) اور تینوں زمانوں میں سے کسی پر دلالت کرتا ہے تو کلمہ ہے جیسے پڑھتا ہے یا پڑھے گا اگر اپنے معنی دینے میں محتاج نہ ہو مگر تینوں زمانوں میں سے کسی پر بھی دلالت نہ کرے تو اسم ہے جیسے اللہ، رسول اور اگر اپنے معنی دینے میں بھی دوسرے کا محتاج ہو اور زمانہ پر کبھی دلالت نہ کرے تو اداۃ ہے، جیسے من، الیٰ، فی (سے، تک، میں)

عام غلط فہمی پر اطلاع

بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ کلمہ اور فعل ایک چیز ہے۔ حالانکہ یہ خیال بالکل غلط ہے کیونکہ یہ ضروری نہیں کہ جو فعل ہو وہ کلمہ بھی ہو اس لئے کہ مثلاً اضرب فعل ہے اور کلمہ نہیں اسواسطے کہ یہ مرکب ہے اور کلمہ مفرد کی قسم ہے

مفرد کی دوسری تقسیم

لفظ مفرد کے دو حال ہیں یا یہ کہ اس کا ایک ہی معنی ہوگا یا بہت سے معنی ہونگے اگر اس لفظ کا ایک ہی معنی ہے تو اس کی تین صورتیں ہیں (۱) یا یہ کہ معنی

اتنا ضرور لازم ہے کہ ہر چیز دوسرے سے جدا ہوتی ہے۔ جواب۔ لازم کو یہاں وہ لازم مراد ہے جس کے ملزوم کا سمجھنا لازم کے سمجھنے کے لئے کافی ہو اور اس مثال میں ایسا نہیں۔ اس لئے کہ ہم ہر وقت کسی چیز کا تصور کریں تو ہمارے دل میں یہ خیال تک بھی نہیں گذرتا کہ وہ دوسرے جدا ہے، معلوم ہوا کہ یہاں لازم بمعنی ذہنی مراد نہیں۔

دال بالمطابقت کی قسمیں

لفظ بالمطابقت کی دو قسمیں ہیں۔ مفرد، مرکب۔ مفرد اس کو کہتے ہیں جسکا جز لفظ، جز معنی پر دلالت نہ کرے۔ مثلاً پورا رسول بھیجے ہوئے آدمی پر دلالت کرتا ہے۔ مگر یہ نہیں کہ لفظ ارس تو دلالت کرے بھیجے ہوئے پر اور ول آدمی پر۔ مرکب اسکو کہتے ہیں جسکا جز لفظ معنی کے جز پر دلالت کرے جیسے مبلغ القرآن۔ مبلغ تبلیغ کرنوالے پر اور القرآن کلام الہی پر۔ مبلغ اپنا معنی الگ بتلاتا ہے اور القرآن الگ۔

مفرد کی چار صورتیں ہیں (۱) اس لفظ کا اصلا جز ہی نہو جیسے ہمزہ استفہام (۲) اس لفظ کا جز تو ہے مگر جز معنی پر دلالت نہیں کرتا ہے جیسے لفظ اللہ (۳) اس لفظ کا جز بھی ہے۔ اور جز معنی پر دلالت بھی کرتا ہے۔
مگر وہ معنی مقصود نہیں جیسے عبداللہ بحال علمیت (۴) اس لفظ کا جز

ناقل کے اعتبار سے اسکی تین صورتیں ہیں۔ اگر اس کے ناقل عام لوگ ہین تو اسکو منقول عرفی کہتے ہیں جیسے قمیص کا لفظ پہلے کرتہ میں استعمال ہوتا تھا اس میں ہر طور و طریق کا کرتہ شامل تھا اب عام لوگون نے اس معنی سے نقل کیا وخاص انگریزی فیشن کے بنے ہوئے کو قمیص کہنے لگے اگر اسکے ناقل شریعت کے پابند ہیں تو اس کو منقول شرعی کہتے ہیں جیسے لفظ جنت کہ پہلے باغ کے معنی میں استعمال ہوتا تھا اب خاص مقام کا نام ہے جو نیکو کاروں کو روز جزا بعد حساب اعمال دیا جائیگا۔ اگر اس کا ناقل خاص گروہ ہے تو اس کو منقول اصطلاحی کہتے ہیں جیسے۔ اپیل فریاد کو کہتے ہیں۔ قانون دان خاص طور پر حاکم بالا کے پاس مقدمہ لیجانے کو کہتے ہیں۔

اگر لفظ ایسا ہو کہ اپنے قدیم معنی میں بھی مستعمل ہو اور جدید میں بھی تو اسکی دو صورتیں ہیں جب وہ اپنے قدیم معنی میں مستعمل ہو تو حقیقت ہے جب وہ جدید معنی میں مستعمل ہو تو مجاز ہے جیسے چشم کہ جب آنکھ پر بولا جائے تو حقیقت ہے اور جب عینک پر بولا جائے تو مجاز ہے۔ اگر چند لفظوں کے ایک معنی ہے تو ان کو مرادف کہتے ہیں۔ جیسے دھیان، خیال،

لفظ مرکب کی قسمین

مرکب کی دو قسمین ہیں مرکب تام، مرکب ناقص۔ مرکب تام اس کو کہتے کہ جب متکلم بات کر کے چپ ہو جائے تو مخاطب کو پورا فائدہ حاصل ہو جیسے حضور نبی ہیں

متعین متشخص ہے تو اس کو علم اور جزئی حقیقی کہیں گے یا معنی واحد متعین نہیں ہے بلکہ اس معنی کے بہت سے فرد ہیں تو دو حال سے خالی نہیں (۱) یا یہ معنی تمام افراد پر برابری کیساتھ بولا جاتا ہے کسی پر بہتر پہلے سخت زیادہ ہوکر صادق نہیں آتا تو متواطی ہے جیسا کہ نام سے ظاہر ہے یعنی متواطی اس لئے کہتے ہیں کہ سب افراد پر برابری کے ساتھ صادق آتا ہے جیسے آدمی کہ عالم جاہل سب پر برابری کیساتھ صادق آتا ہے (۲) یا سب افراد کے ساتھ ایک سی نسبت نہیں بلکہ کہیں بہتر۔ کہیں پہلے۔ کہیں سخت ہوکر پایا جاتا ہے تو مشکک ہے اس لئے کہ دیکھنے والا خیال کرتا ہے کہ متواطی ہے یا سب میں مشترک جیسے سپیدی کہ برف کی زیادہ ہے اور ہاتھی دانت کی کم۔

زیادہ معنی والے لفظ کی تقسیم

اگر ایک لفظ کے کئی معنی ہیں تو دو حال سے خالی نہیں دلیل حصر یہ ہے کہ اگر وہ لفظ ایسا ہے کہ ایک مرتبہ لفظ کے لئے معنی بنانے والے نے اسکو چند معنوں کے واسطے بنایا ہے تو اس کو مشترک کہتے ہیں جیسے آپ کہ مخاطب۔ غائب۔ خود بخود کے لئے ایک ہی ساتھ وضع کیا گیا ہے۔ اگر وہ لفظ ایسا ہے کہ پہلے کسی اور معنی میں مستعمل ہوتا تھا۔ اب کسی اور معنی میں مستعمل ہونے لگا تو اس کو منقول کہتے ہیں۔

تک پائے نہیں گئے ہیں اور نہ امید ہے جیسے عَنقا (۳) اس کے افراد کا پایا جانا ناممکن بھی نہیں اور ایک پایا بھی گیا مگر دوسرے فرد کا ہونا ناممکن ہے جیسے اللہ یا دوسرے فرد کا پایا جانا ممکن تو ہے مگر پایا نہیں گیا۔ جیسے آفتاب، ماہتاب (۴) اس کے افراد پائے بھی گئے ہوں اور شمار بھی آسکے جیسے خلفاء راشدین مہاجر مدینہ۔ اصحاب بدر یا بے شمار ہوں جیسے تارے پتے سنگریزے۔

دو کلیوں کی نسبت کا بیان

دو کلیوں کے نسبت کی چار صورتیں ہیں (۱) یا وہ دونوں کلی ایسی ہیں کہ جہاں ایک صادق آئے وہاں دوسرے کا صادق آنا بھی ضروری ہے۔ جہاں دوسری صادق آئے وہاں پہلی کا صادق آنا ضروری ہے جیسے آدمی اور بشر کہ جو آدمی ہوگا وہ بشر ضرور ہے اور جو بشر ہوگا وہ آدمی ضرور ہے تو انکو کلیتین متساویین کہتے ہیں (۲) وہ دونوں کلی ایسی ہیں جہاں ایک صادق آئے وہاں دوسری کا صدق محال ہو جیسے شیر اور آدمی۔ جو شیر ہے وہ آدمی نہیں جو آدمی ہے وہ درحقیقت شیر نہیں ان کو کلیتین متباینین کہتے ہیں (۳) وہ دونوں کلی ایسے ہیں کہ جہاں پہلی صادق آئے وہاں دوسری کا صادق آنا ضروری ہے جہاں دوسری صادق آئے وہاں پہلی کا صادق آنا ضروری نہیں ہے جیسے انسان اور جاندار کہ جو انسان ہو

مرکب ناقص اسکو کہتے ہیں کہ جب بولنے والا چپ ہو جائے تو مخاطب کو پورا فائدہ حاصل نہ ہو جیسے پڑھنے کی کتاب کہ اس کے بعد مخاطب منتظر رہتا ہے کہ کچھ اور سنوں۔ مرکب تام کی دو صورتیں ہیں اگر اس میں احتمال سچ اور جھوٹ ہونیکا ہے تو اس کو اصطلاح نحوین میں خبر۔ اور اصطلاح منطقین میں قضیہ کہتے ہیں جیسے زید بڑا عالم ہے اگر پورے مرکب میں احتمال سچ اور جھوٹ ہونے کا نہیں تو انشاء ہے اور اسکی چند قسمیں ہیں حکم کرنا۔ روکنا۔ امید۔ آرزو۔ پکار۔ استفہام وغیرہ ناتمام مرکب کی چند صورتیں ہیں۔ مرکب اضافی۔ جیسے پڑھنے کی کتاب۔ مرکب توصیفی جیسے مکہ معظمہ۔ مرکب غیر تقییدی جیسے ستر میں

معانی کی بحث

مفہوم اس کو کہتے ہیں جو لفظ سے سمجھا جاوے اور ذہن میں حاصل ہو۔ اسکی دو قسمیں ہیں جزئی کلی جزئی اسکو کہتے ہیں جس کے مفہوم میں ایسی چیز ہو جس کی وجہ سے عقل ایک سے زیادہ پر بولا جانا جائز نہ سمجھے جیسے یہ کتاب۔ یہ آدمی کلی اس کو کہتے ہیں جس کے مفہوم میں ایسی چیز نہ ہو جس کی وجہ سے عقل اس مفہوم کے زیادہ افراد پر بولے جانے سے روکے جیسے آدمی گھوڑا۔ کلی کی چار قسمیں ہیں (۱) اس کے افراد (جس پر کلی بولا جا سکے) کا خارج میں پایا جانا بالکل ناممکن ہو جیسے ناچیز۔ نابود۔ ناپید۔ نیستی۔ جو کبھی خارج میں ہے یا تھا یا ہوگا۔ وہ چیز بود۔ پیدا ہست ہے یا تھا یا ہوگا (۲) اس کے افراد کا پایا جانا ناممکن تو نہیں مگر ابھی

جزئی حقیقی بھی ہو اس لیے مثلاً انسان جزئی اضافی تو ہے مگر جزئی حقیقی نہیں اور جزئی حقیقی ہو تو ضروری ہے کہ جزئی اضافی بھی ہو جیسے سعید کہ یہ جزئی حقیقی بھی ہے اور اضافی بھی۔ کیونکہ انسان کے نیچے مندرج ہے۔

پانچ کلیوں کا بیان

کلیات پانچ ہیں۔ جنس، نوع، فصل، خاصہ، عرض عام۔ جنس اس کلی کو کہتے ہیں جو کیا ہے وہ (ماہو) کے جواب میں ان چیزوں پر صادق آتا ہے جو آپس میں جدا جدا حقیقت رکھتی ہوں جیسے جاندار کہ جب سوال کریں سعید اور شیر دونوں کیا ہیں تو جواب میں آئے گا جاندار۔

جنس کی قسمیں

جنس کی دو قسمیں ہیں جنس قریب، جنس بعید جنس قریب اس کو کہتے ہیں کہ جب ایک چیز کے ہمراہ ایک اور ملا کر کیا ہے وہ کے ذریعہ سے سوال کریں تو جو بھی جواب ہو وہ اس وقت بھی جواب ہو۔ جب اس کے ہمراہ بہت سی چیزیں ملا کر دریافت کریں جیسے حمید اور شیر کیا ہیں تو جواب جاندار ہوگا۔ اور اگر سوال کریں سعید۔ حمید۔ شیر۔ بکری۔ ہاتھی گھوڑا کیا ہیں تو یہی جواب ہوگا یعنی جاندار۔ جنس بعید اس کو کہتے ہیں کہ جب ایک چیز کو بعض دوسری چیز سے ملا کر دریافت کیا جائے تو کچھ جواب ہو اور اس کے ہمراہ بعض دوسری چیز لائی جائے تو جواب جاندار ہوگا

وہ تو ضروری ہے کہ جاندار بھی ہو اور جو جاندار ہو ضروری نہیں کہ انسان بھی
ہو تو ان میں عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے (۴)، وہ دونوں کلی ایسی ہیں
کہ ان میں ایک موقع جمع ہونے کا ہے اور دو موقع جدا رہنے کے جیسے
سپید اور منشی کہ حامد سپید بھی ہے اور منشی بھی سپید کاغذ سپید ہے اور منشی نہیں
محمود منشی تو ہے مگر سیاہ رنگا ہونیکی وجہ سے سپید نہیں تو ان میں عموم
خصوص من وجہ کی نسبت ہے پس کوئی دو کلیاں ان چار نسبتوں (تساوی
تباین عام خاص مطلق، من وجہ) سے خالی نہیں۔

جزئی کا ایک اور معنی

کبھی جزئی کی دوسری تعریف بھی کیجاتی
ہے اور وہ یہ کہ ہر خاص جو مندرج ہو
نیچے عام کے پس اس تعریف میں انسان جو کلی ہے وہ بھی جزئی ہے اس
واسطے کہ جاندار کے نیچے ہے اور جاندار بھی جزئی ہے اس لئے کہ جسم
نامی کے نیچے مندرج ہے اور جسم نامی بھی جزئی ہے اسواسطے کہ جسم
مطلق کے نیچے مندرج ہے اور جسم مطلق بھی جزئی ہے اس لئے کہ
جوہر کے نیچے مندرج ہے اور اسکو جزئی اضافی کہتے ہیں اور پہلے
جو جزئی بیان کی گئی ہے (یعنی جس کے مفہوم کا نفس تصور شرکت کو جائز
نہ رکھے) وہ جزئی حقیقی تھی۔ جزئی حقیقی اور جزئی اضافی میں عموم خصوص
مطلق کی نسبت ہے اس لئے کہ جو جزئی اضافی ہو تو ضروری نہیں ہے کہ

اس کے نیچے ایک بھی جنس نہیں جیسے جاندار کہ اس کے اوپر بڑھتا پھیلتا جسم اور جسم مطلق اور جوہر ہے مگر نیچے ایک جنس بھی نہیں ہے تو اسکو تحتانی جنس کہتے ہیں اگر وہ جنس ایسی ہے کہ اس کے اوپر بھی جنس ہے اور نیچے بھی جیسے بڑھتا پھیلتا جسم کہ اس کے اوپر جسم مطلق اور جوہر ہیں اور نیچے جاندار ہے یا جسم مطلق کہ اس کے اوپر جوہر ہے اور نیچے بڑھتا پھیلتا جسم اور جاندار ہیں تو اس کو درمیانی جنس کہتے ہیں اور اگر وہ جنس ایسی ہے کہ اس کے اوپر تو کوئی جنس نہیں مگر نیچے بہت سی جنسیں ہیں جیسے جوہر کہ اس کے اوپر تو کوئی جنس نہیں مگر نیچے جسم مطلق بڑھتا پھیلتا جسم جاندار ہیں اس کو فوقانی جنس کہتے ہیں۔

انواع اور اجناس کی ترتیب کا راز

اجناس کی ترتیب چڑھتی ہوئی ہوتی ہے اور انواع کی اترتی ہوئی پس نوع کی بھی جنس کی طرح تین صورتیں ہیں اگر وہ نوع ایسی ہے کہ اس کے اوپر تو کوئی نوع نہیں مگر نیچے بہت سی نوعیں ہیں تو اس کو فوقانی نوع کہتے ہیں اور اگر نوع ایسی ہے کہ اسکے اوپر بھی نوع ہے اور نیچے بھی تو اس کو درمیانی نوع کہتے ہیں اور اگر وہ نوع ایسی ہے کہ اس کے اوپر تو بہت سی نوعیں ہیں مگر نیچے ایک نوع بھی نہیں تو اسکو نوعوں کی نوع اور تحتانی کہتے ہیں دیکھو یہاں تحتانی نوع کو

اگر اسی سعید کے ہمراہ درخت کو ملا کر دریافت کیا جائے تو جاندار سو جواب نہو گا بلکہ اس کا جواب "بڑھتا، پھیلتا جسم" ہوگا۔

نوع اس کلی کو کہتے ہیں۔ جو کیا ہے وہ (ماہو) کے جواب میں بہت سی چیزوں پر صادق آئے مگر ان سب کی اصلیت اور حقیقت ایک ہو جیسے آدمی کہ جب سوال کریں حامد محمود سعید، حمید شفیق، رفیق یہ سب کیا ہیں تو جواب ہوگا آدمی۔ نوع کا دوسرا معنی یہ ہے جب اس کو اور اس کے علاوہ دوسرے کو ملا کر پوچھا جائے تو جواب جنس ہو جیسے جب سوال کریں آدمی اور شیر کیا ہیں تو جواب ہوگا جاندار اور اسکو نوع اضافی کہتے ہیں۔

نوع اضافی اور نوع حقیقی میں عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہے اس لئے کہ ان میں ایک موقع جمع ہونے دو موقع جدا جدا رہنے کے ہیں جیسے آدمی کہ اس میں نوع حقیقی اور اضافی دونوں پائی جاتی ہے اور اللہ میں حقیقی تو صادق آتی ہے مگر اضافی نہیں۔ جاندار نوع اضافی ہے حقیقی نہیں اس واسطے کہ جب اس کو اور اس کے غیر کو ملا کر پوچھا جائے تو جواب میں جنس آئے گی مثلاً جب سوال کریں جاندار اور درخت کیا ہیں تو جواب ہوگا "بڑھتا پھیلتا جسم"۔

ترتیب اجناس

جنس کی تین صورتیں ہیں اگر وہ جنس ایسی ہے کہ اس کے اوپر تو بہت سی جنسیں ہیں مگر

فصل جنس کی قسمیں کر دیتا ہے عقلمند جاندار بے عقل جاندار۔

تقسیم اور تقویم کا ضابطہ

یہ تو معلوم ہی ہے کہ انواع اور اجناس کے مراتب بوجہ فوقانی تحتانی درمیانی ہونے کے مختلف ہیں مقوم اور مقسم ہونیکی نسبت کلیہ قاعدہ یہ ہے کہ جو فوقانی کا مقوم ہوگا وہ تحتانی کا ضرور ہوگا جیسے لمبائی چوڑائی گہرائی کی اہلیت (قابل الابعاد) جسم مطلق کا مقوم ہے تیے بڑھتا پھیلتا جسم جاندار اور آدمی کا بھی مقوم جب قابل الابعاد فوقانی کا یعنی جسم مطلق کا مقوم ہوا تو تحتانی یعنی بڑھتا پھیلتا جسم جاندار آدمی کا بھی ہو اور جیسے بڑھنا پھیلنا مقوم ہے فوقانی (جسم نامی) کا پس تحتانی (جاندار آدمی) کا بھی مقوم ہے ہر تحتانی کا مقوم فوقانی کا مقوم نہیں ہوگا جیسے عقلمند تحتانی (انسان) کا مقوم ہے وہ فوقانی (جاندار) کا مقوم نہیں ہے۔

مقسم کا طریقہ اس کے خلاف ہے جو تحتانی کا مقسم ہوگا وہ فوقانی کا مقسم ضرور ہوگا جیسے عقلمند تحتانی (جاندار) کا مقسم ہے عقلمند جاندار اور بے عقل اسی طرح فوقانی (جسم نامی) کا بھی مقسم ہے جسم نامی عقلمند اور بے عقل اور جو فوقانی کا مقسم ہو وہ ضرور نہیں کہ تحتانی کا بھی ہو اس واسطے جیس فوقانی (جسم نامی) کو جسم نامی ذی حس اور غیر ذی حس کی طرف تقسیم کرتا ہے مگر تحتانی (جاندار) کو ذی حس اور بے حس کی طرف تقسیم نہیں کرسکتا اس لئے کہ دنیا میں

نوع الانواع کہتے ہیں بخلاف جنس کے کہ وہاں سب سے فوقانی کو جنس الاجناس کہتے ہیں معلوم ہوا کہ اجناس کی ترتیب چڑھتی ہوئی ہوتی ہے اور انواع کی اُترتی ہوئی۔

فصل اس کو کہتے ہیں جو جواب میں درحقیقت یہ کیا ہے (ای شیٔ ھو فی ذاتہ) کے جواب میں آئے اور اپنے جنسی ہم شریکوں سے ممتاز بنائے جیسے آدمی کے متعلق سوال کریں کہ یہ درحقیقت کیا ہے تو جواب میں آئے گا کہ عقلمند۔

فصل کی قسمیں قریب۔ بعید۔ فصل قریب اس کو کہتے ہیں جو جنس قریب میں شریکوں سے تمیز دے جیسے عقلمند آدمی کو ان چیزوں سے تمیز دیتا ہے جو اسکے ہمراہ جاندار ہونے میں شریک ہیں فصل بعید اس کو کہتے ہیں جو جنس بعید میں شریکوں سے تمیز دے جیسے ذی حس، ان چیزوں سے تمیز دیتا ہے جو اس کے ہمراہ بڑھتا پھیلتا جسم میں شریک ہیں۔

فصل کا تعلق فصل کو نوع اور جنس سے تعلق ہے تعلق نوعی کی حیثیت سے فصل کو مقوم کہتے ہیں کیونکہ فصل نوع کی قوام (حقیقت) میں داخل ہے جیسے عقلمند آدمی کی حقیقت (جاندار عقلمند) میں داخل ہے تعلق جنسی کی حیثیت سے مقسم کہتے ہیں اس لئے کہ

ہونا ناممکن ہو جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم نبوت ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ختم نبوت کا جدا ہونا محال ہے یا کسی چیز کی اصلیت (حقیقت) سے جدا ہو سکے مگر اس کے ظاہری بدن کیساتھ چمٹا (لازم) ہو جیسے سیاہی۔ سرخی حبشی اور رومی کے ساتھ کیونکہ سیاہی اور گورا پن حبشی اور رومی کے بدن (وجود) سے جدا ہونا ممکن ہے۔ اس کی اصلیت اور حقیقت سے اُسے کوئی واسطہ نہیں ورنہ سب آدمی سیاہ یا گورے ہوتے۔ اگر ایک آن کیواسطے بھی فرض کر لیا جائے کہ حبشی سیاہ نہیں اور رومی گورا نہیں تو لازم آتا ہے کہ حبشی حبشی نہیں اور رومی۔ رومی نہیں۔ کیونکہ کوئی حبشی گورا۔ اور رومی سیاہ نہیں دیکھا گیا۔

لازم کے دو معنی ہوتے ہیں ایک یہ کہ ملزوم کا تصور کرتے ہی لازم کا تصور ہو جائے۔ جیسے اندھا اور بینا۔ جہاں اندھا کا تصور کیا بینا کا تصور ضرور ہوتا ہے۔ اس لئے کہ اندھے کے معنی نابینا ہے اسکو لازم بیّن (دکھلا) کہتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ لازم اور ملزوم کے تصور سے لزوم کا یقین ہو جائے مثلاً جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ختم نبوت کا تصور کریں تو فوراً معلوم ہو جاتا ہے کہ ختم نبوت اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں لزوم کا علاقہ ہے"

عرض مفارق (چپکا) کے دو حال ہیں ایک یہ کہ عرض جس کے ساتھ چپکا ہو

کوئی جاندار بے حس پایا ہی نہیں جا سکتا۔

خاصہ اس کلی کو کہتے ہیں جو ایک حقیقت والے افراد پر صادق آوے مگر افراد کے حقیقت سے خارج ہو جیسے ہنسی کہ یہ آدمی کیساتھ خاص ہے اور حقیقت سے بھی خارج ہے۔

عرض عام وہ کلی ہے جو ایک حقیقت والے افراد کے ساتھ خاص نہ ہو بلکہ چند حقیقتوں کے افراد پر صادق آئے جیسے چلنا (ماشی) آدمی اور دوسرے جانداروں میں بھی پایا جاتا ہے اور ان کی حقیقت سے بھی خارج ہے۔

اندرونی اور بیرونی کا بیان۔ جنس نوع فصل اندرونی (ذاتی) کلی کہلاتے ہیں خاصہ اور عرض عام بیرونی (عرضی) مگر نوع اسوقت ذاتی ہوگی جب ذاتی کی تعریف یوں کیجائے کہ جو اپنے افراد کی حقیقت سے خارج نہ ہو اور جب یوں تعریف کیجائے کہ جو اپنے افراد کی حقیقت میں داخل ہو تو اس وقت نوع اندرونی (ذاتی) ہوگی۔

خاصہ اور عرض عام کی تقسیم

خاصہ اور عرض عام دونوں کی دو دو قسمیں ہیں چمٹا (لازم) چپکا (عرض مفارق) چمٹا اسکو کہتے ہیں جو کسی چیز سے جدا ہو سکے اور اس کی ۲ دو صورتیں ہیں یا تو وہ کسی کی اصلیت (حقیقت) سے ہی جدا

اسکو تعریف لفظی کہیں گے معرِّف کو معرَّف سے زیادہ کھلا، اُجلا اور واضح تر ہونا چاہیئے کیونکہ معرِّف کے ذریعہ سے معرَّف حاصل ہوتا ہے اگر یہ معرَّف سے کم اُجلا اور واضح ہو یا اس کے برابر ہو تو اس کا پہچان کرانیوالا (معرِّف) نہو سکے گا اس سے معلوم ہو گیا کہ معرِّف معرَّف سے خاص نہیں ہو سکتا کیونکہ خاص عام سے کم واضح ہوتا ہے عام کے حاصل ہونیکے طریقے خاص کے حاصل ہونیکے طریقوں سے زیادہ ہوتے ہیں مثلاً جن۔ جن طریقوں سے آدمی جانا جاتا ہے ان سب طریقوں سے جاندار بھی جانا جاتا ہے اور جاندار کے حاصل ہونے کے طریقے آدمی کے حاصل ہونے کے طریقوں سے بھی علیحدہ ہیں۔ اگر کوئی شیر کو جان لے گا تب بھی جاندار کو جان لے گا اور آدمی کو نہیں جانیگا۔ یہ بھی ضروری ہے کہ معرِّف اور معرَّف کے صدق میں برابری (تساوی) ہو یعنی معرِّف کے ہر فرد پر معرَّف اور معرَّف کے ہر فرد پر معرِّف صادق آئے اس سے یہ ثابت ہوا کہ معرِّف معرَّف سے خاص نہیں ہوتا کیونکہ عام اپنے خاص کے اور خاص اپنے عام کے برابر نہیں ہوتا۔

تعریف کے اقسام

تعریف کی چار قسمیں ہیں، حدتام، حدناقص، رسم تام۔ رسم ناقص۔ حدتام اس تعریف کو کہتے ہیں جو جنس قریب اور فصل قریب سے بنی ہو جیسے عقلمند جاندار۔

کے لئے ہمیشہ عارض (جیسا کہ) ہو جیسے ولی سچا ہے کیونکہ صاحب ولایت انسان سے سچائی چھوٹتی نہیں دوسرے یہ کہ جھوٹ ٹل سکے خواہ تیزی کر جیسے بے وفا آدمی کا وعدہ یادیری سے جیسے باوفا مجبور کا عہد وپیمان۔

تعریف کی بحث

الفاظ کی بحث میں معلوم ہو چکا ہے کہ منطقی کا مقصود مجہولات تصوریہ اور تصدیقیہ کا حاصل کرنا ہے۔ جس چیز سے نامعلوم تصور حاصل کیا جاتا ہے اس کو معرّف (پہچان کرنیوالا) کہتے ہیں معرّف کی تعریف یوں کیجاتی ہے کہ وہ ایک ایسی چیز ہے جو کسی چیز پر محمول ہو سکے اس طرح پر کہ اس چیز کی تصویر پہلے سے حاصل نہو اب اس چیز کے ذریعہ سے حاصل ہو جائے یا اس چیز کی تصویر پہلے حاصل ہوئی ہو مگر بھول گئی اب اس چیز کے ذریعہ سے مکرر حاصل ہو جائے جیسے جاندار عقلمند۔ آدمی کا معرف ہے کہ "عقلمند جاندار" کا صدق آدمی پر ممکن بھی ہے اور اس کے ذریعہ سے آدمی کا علم بھی ہو جاتا ہے اگر معرف کے ذریعہ سے معرَف کا علم لحاظاً حاصل ہو تو اس تعریف کو تعریف حقیقی کہتے ہیں۔ اگر معرَف کی صورت پہلے حاصل ہو کر بھول گئی ہو اب معرِف کے ذریعہ سے اس کا اعادہ ہو جائے تو اس کو تعریف لفظی کہتے ہیں مثلاً آدمی کی حقیقت (اصلیت) کسی کو معلوم تھی مگر وہ بھول گیا کہ آدمی کی حقیقت کیا ہے اب اگر عقلمند جاندار کے ذریعہ سے وہ اصلیت دریافت کیجائیگی تو

قضیہ کی تعریف اور اسکے اقسام

قضیہ اسکو کہتے ہیں جس میں احتمال سچ اور جھوٹ کا ہو اور اس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا کہہ سکیں اس کی دو قسمیں ہیں حملیہ اور شرطیہ۔ حملیہ اسکو کہتے ہیں جس میں محمول موضوع کیلئے ثابت ہو یا محمول موضوع کیلئے ثابت نہو بلکہ سلب ہو جیسے آنحضرتؐ نبی ہیں کہ اس میں نبوت آنحضرتؐ کے لئے ثابت ہے اور غلام احمد نبی نہیں ہے کہ اسمیں غلام احمد سے نبوت کا سلب ہے۔ شرطیہ اس کو کہتے ہیں کہ جس میں یہ حکم نہو اور دو قضیوں سے مرکب ہو جیسے اگر سعید نمازی ہو تو وہ نیک ہو کہ جب حروف شرط کو نکال دیئے جائیں تو سعید نمازی ہے اور وہ نیک ہے رہ جائیگا۔ حملیہ دو مفردوں یا ایک مفرد اور ایک قضیہ سے مرکب ہوتا ہے جیسے حضرت عمرؓ عادل ہیں کہ جب معنی رابطی یعنی ہیں کو الگ کر دیا جائے تو عمرؓ اور عادل دو مفرد باقی رہ جائیں گے اور آنحضرت صلعم آپ کا فرمان حق ہے جب کھولا (تحلیل کیا) جائے تو آنحضرت (مفرد) اور آپکا فرمان حق ہے (قضیہ) نکل آئے گا۔

حملیہ کی قسمیں

حملیہ کی دو قسمیں ہیں موجبہ سالبہ موجبہ اس کو کہتے ہیں جس میں محمول موضوع کیلئے

آدمی کی تعریف میں حد ناقص اس تعریف کو کہتے ہیں جو جنس بعید اور فصل
قریب سے بنی ہو جیسے "بڑھتا پھیلتا عقلمند"۔ آدمی کی تعریف میں رسم تام
اس تعریف کو کہتے ہیں جو جنس قریب اور خاصہ سے بنی ہو جیسے "حیوان ہنستا جاندار"
آدمی کی تعریف میں رسم ناقص اس تعریف کو کہتے ہیں جو جنس بعید اور
خاصہ سے بنی ہو جیسے ہنستی جسم آدمی کی تعریف میں۔ تعریف سے مقصود
معرف کو اغیار سے ممتاز کرنا اور اس کی ذاتیات پر مطلع ہونا یا صرف
اغیار سے ممتاز کرتا ہے۔ اس لئے عرض عام تعریف میں نہیں
آتا کہ یہ معرف کو نہ تو تمیز دے سکتا ہے اور نہ ذاتیات پر اطلاع۔

جزئی۔ شخص واحد متعین متشخص ہو، تو اسکو قضیہ مخصوصہ کہتے ہیں جیسے
عمر عادل ہے۔ اسمیں موضوع جزئی بھی ہے شخص واحد بھی ہے متعین بھی
ہے متشخص بھی ہے۔ اگر موضوع کلی ہے تو دو حال ہیں۔ یا حکم نفس
طبیعت پر ہے یا نہیں اگر ہے تو وہ قضیہ طبعیہ ہے جیسے انسان حقیقت
نوعی ہے کہ حکم انسان کی طبیعت پر ہے یعنی طبیعت انسان نوع
ہے اور اگر حکم نفس طبیعت پر نہیں ہے بلکہ افراد پر ہے تو دو صورتیں ہیں اگر
اسمیں افراد کی مقدار بیان کی گئی ہے تو وہ قضیہ محصورہ مسورہ ہے۔
جیسے ہر آدمی جاندار ہے یا بعض آدمی منشی ہیں، اور اگر اس میں افراد
کی مقدار بیان نہیں کی گئی ہے تو وہ قضیہ مہملہ ہے جیسے آدمی پڑھتا
ہے۔ محصورات چار ہیں اول موجبہ کلیہ جیسے ہر آدمی جاندار ہے
دوسرا موجبہ جزئیہ جیسے بعض آدمی نبی ہیں۔ تیسرا سالبہ کلیہ جیسے کوئی
آدمی بے حس نہیں۔ چوتھا سالبہ جزئیہ جیسے بعض آدمی پڑھے لکھے نہیں ہیں

سور کا بیان

جس لفظ کیساتھ افراد کی مقدار بیان کیجائے خواہ
وہ کلیہ میں ہو یا جزئیہ میں اسکو سور کہتے ہیں سور
ماخوذ ہے "سور بلد" سے۔ سور بلد کے معنی "شہر پناہ" ہے۔ یعنی جس
طرح شہر کے کنارے چاروں طرف کوٹ کھینچ دیجاتی ہے اور
اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شہر کی حد یہاں تک ہے اسی طرح

ثابت ہو جیسے سعید منشی ہے۔ ۔ ۔ کہ اس میں انشا کا ثبوت سعید
کے لئے ثابت ہے۔ سالبہ اسکو کہتے ہیں جسمیں محمول کا سلب موضوع
سے ہو جیسے قادیانی نبی نہیں ہے کہ اس میں نبوت کا سلب قادیانی
سے ہے۔

حملیہ کے اجزا

حملیہ کے تین اجزا ہوتے ہیں محکوم علیہ اس کو
موضوع کہتے ہیں دوسرا محکوم بہ اس کو محمول
کہتے ہیں تیسری وہ چیز جو دلالت کرے موضوع اور محمول کے ربط پر
اور اسکو رابطہ کہتے ہیں جیسے عمرؓ عادل ہیں کہ اس میں عمر محکوم علیہ اور
موضوع ہے۔ عادل محکوم بہ اور محمول اور ہیں۔ رابطہ ہے۔
کبھی رابطہ کا لفظ حذف کردیتے ہیں۔

شرطیہ کے اجزا

شرطیہ کے پہلے جز کو مقدم کہتے ہیں اور دوسرے
جز کو تالی۔ جیسے اگر شاگرد فرماں بردار ہوگا
تو اُستاد مہربان ہوگا کہ اس میں اگر شاگرد فرماں بردار ہوگا مقدم ہے۔
اور اُستاد مہربان ہوگا تالی ہے اور ان دونوں میں جو حکم ہے وہ
رابطہ ہے۔

قضیہ کی ایک اور تقسیم

کبھی قضیہ کی تقسیم موضوع کی حیثیت
سے ہوتی ہے۔ پس اگر اسکا موضوع

موطاقی ہے جیسے حضرت عثمانؓ اموی ہیں۔

حملیہ کی دوسری تقسیم

قضیہ حملیہ کی تین قسمیں ہیں خارجیہ ذہنیہ۔ حقیقیہ۔ اگر حملیہ کا موضوع خارج میں موجود ہے اور اس کے لئے محمول ثابت ہے تو "قضیہ خارجیہ" ہے جیسے انسان بزرگ ہے کہ انسان خارج میں بزرگی والا ہے اور اگر موضوع ذہن میں موجود ہو تو اسکو "قضیہ ذہنیہ" کہتے ہیں جیسے آدمی کلی ہے کہ جو آدمی ذہن میں ہے وہ کلی ہے کیونکہ آدمی خارج میں تو نہ کلی ہے نہ جزئی اور جو محمول ثابت ہو موضوع کو اس طرح پر کہ چاہے ذہن میں چاہے خارج میں تو وہ "قضیہ حقیقیہ" ہے جیسے چار جفت ہے۔ چھ تین کا دوگنا ہو کہ چار ذہن میں ہو جب بھی جفت ہے اور خارج میں ہو جب بھی جفت ہے اور اسی طرح چھ ذہن میں ہو جب بھی دوگنا ہے اور خارج میں ہو جب بھی دوگنا ہے

قضیہ خواہ موجبہ ہو خواہ سالبہ دو حال سے خالی نہیں یا اس میں حرف سلب بھی موضوع اور محمول کا جز ہے یا نہیں اگر اس میں حرف سلب بھی جز ہے تو وہ معدولہ ہے اور اس کی تین صورتیں ہیں۔ اگر حرف سلب موضوع کا جز ہے تو وہ معدولۃ الموضوع ہے جیسے نہ عالم جاہل ہے کہ عالم موضوع ہے اور نہ حرف سلب اس کا جز ہے اور اگر حرف

اس لفظ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ افراد کی حد یہاں تک ہے ۔ پس موجبہ کلیہ کا سور لفظ ہر ہے جیسے ہر آدمی جاندار ہے اور موجبہ جزئیہ کا سور بعض اور ایک ہے جیسے بعض آدمی ہوشیار ہیں اور ایک آدمی آخری نبی ہے اور سالبہ کلیہ کا سور کوئی نہیں اور ایک نہیں ہے ۔ جیسے کوئی آدمی گدھا نہیں ۔ ایک آدمی بھی گھوڑا نہیں ۔ سالبہ جزئیہ کا سور بعض نہیں کا لفظ ہے جیسے بعض پھل میٹھے نہیں ۔ جاننا چاہیئے کہ ہر زبان میں سور ہوتا ہے چنانچہ فارسی میں لفظ ہر موجبہ کلیہ کا سور ہے ۔ جیساکہ شاعر نے کہا ہے ۔ سعدی

ہر کہ آمد عمارت نو ساخت رفت و منزل بدیگرے پرداخت

حمل کا بیان

حمل کی تعریف یہ ہے کہ مطلب میں دو جدا جدا چیزیں دیکھنے میں ایک ہو جائیں ۔ جیسے آنحضرتؐ نبی ہیں کہ آنحضرتؐ اور نبی کا مطلب الگ الگ ہے مگر یہ دونوں ایک ہی وجود میں پائے جاتے ہیں کہ آنحضرت ہی میں آنحضرت کا اور نبی کا وجود پایا جا رہا ہے اور آنحضرتؐ نبی دونوں ایک ہیں ۔

حمل کی دو صورتیں ہیں اگر وہ فی یا ذو یا لام کے واسطہ سے ہو تو اسکو حمل اشتقاقی کہتے ہیں جیسے آنحضرتؐ مدینہ میں ہیں ۔ ابو بکرؓ مالدار ہیں یا شجاعت علیؓ کے لئے ہے اور اگر ان تین واسطوں کے بغیر ہو تو حمل

غلط ہیں تو ثابت ہوا کہ اللہ کا موجود ہونا ضروری ہے پس یہ قضیہ یوں کہا جائے گا کہ اللہ ضرور موجود ہے۔ ممکن کی مثال جیسے آدمی منشی ہو اب دیکھنا چاہیے کہ اس میں کونسی حیثیت ہے۔ ضروری نہیں ہے اس لئے کہ اگر آدمی کا منشی ہونا ضروری ہو تو لازم آتا ہے کہ ہر فرد آدمی کا منشی ہو حالانکہ ایسا نہیں ہے اور محال بھی نہیں ہے اسواسطے کہ اگر ایسا ہو تو چاہیے کہ کوئی فرد آدمی کا منشی ہی نہو اور یہ بھی غلط ہے تو معلوم ہوا کہ اس میں امکان ہے پس یہ قضیہ یوں کہا جائے گا کہ آدمی کا منشی ہونا ممکن ہے۔ محال کی مثال جیسے آدمی پتھر ہے اب دیکھنا چاہیے کہ اس میں کون سی حیثیت کی نسبت ہے پس آدمی کا پتھر ہونا ضروری تو ہے ہی نہیں اس لئے کہ اگر آدمی پتھر ہو تو لازم آئیگا کہ تمام آدمی پتھر ہی ہوں حالانکہ ایسا نہیں ہے اور ممکن بھی نہیں ہوسکتا ورنہ لازم آتا ہے کہ کوئی زمانہ ایسا ہو کہ اس میں آدمی پتھر ہو اور یہ بھی غلط ہے جب دونوں باتیں غلط ہوئیں تو معلوم ہوا کہ آدمی کا پتھر ہونا محال ہے پس یہ قضیہ یوں کہا جائے گا محال ہے کہ آدمی پتھر ہو۔

موجہات پندرہ ہیں آٹھ بسیط اور سات مرکبہ۔ بسیط اس کو کہتے ہیں کہ جو ایک قضیہ ہو۔ مرکبہ اسکو کہتے ہیں جو دو قضیوں سے بنا ہو۔

سلب محمول کا جزء ہے تو وہ معدولۃ المحمول ہے جیسے سعید نہ عالم ہے کہ عالم محمول ہے اور نہ حرف سلب اسکا جزء ہے اور اگر حرف سلب موضوع محمول دونوں کا جزء ہے تو اس کو معدولہ الطرفین کہتے ہیں جیسے نہ زندہ نہ عالم ہے کہ زندہ موضوع ہے اور نہ حرف سلب اسکا جزء ہے اسی طرح عالم محمول ہے اور نہ حرف سلب اسکا جزء ہے اور اگر حرف سلب جزء نہیں ہے تو اس کو غیر معدولہ کہتے ہیں اور اگر غیر معدولہ موجبہ ہو تو اسکو محصلہ اور اگر سالبہ ہو تو اسکو بسیطہ کہتے ہیں۔ مثالیں گذر چکیں۔

قضیہ کی ایک اور تقسیم

اگر قضیہ کے ساتھ کوئی حیثیت (جہت) لگی ہو تو اس کو موجہہ کہتے ہیں اور رباعیہ بھی۔ موجہہ اسواسطے کہتے ہیں کہ موجہہ کے معنی حیثیت والا اور اس میں بھی حیثیت ہے۔ حیثیت نسبت کی کیفیت کو کہتے ہیں اور نسبت کی کیفیات تین ہیں۔ ضروری۔ ممکن۔ محال۔ ضروری کی مثال اللہ موجود ہے۔ اب دیکھنا چاہیئے کہ اس میں کونسی نسبت ہے تو ظاہر ہے۔ کہ اللہ کا موجود ہونا (نعوذ باللہ) ممکن تو ہے ہی نہیں اس لئے کہ اگر ایسا ہو تو لازم آتا ہے کہ کوئی زمانہ ایسا ہو کہ اللہ تعالیٰ ایسی موجود نہ ہو اور اللہ کا موجود ہونا (نعوذ باللہ) ممتنع بھی نہیں ہے۔ اس واسطے کہ اگر ایسا ہو تو پھر لازم آتا ہے کہ اللہ موجود کبھی نہ ہو اور جب یہ دونوں باتیں

کہ ثبوت محمول کا موضوع کے لئے یا سلب محمول کا موضوع سے اس
صفت کے ساتھ ہمیشہ ہے جیسے ہمیشہ لکھنے والا لکھنے تک انگلیاں
ہلاتا ہے۔ چلتا چلنے تک بیٹھا نہیں۔ وقتیہ مطلقہ جس میں حکم کیا جائے
کہ ثبوت محمول کا موضوع کے لئے یا سلب محمول کا موضوع سے
ضروری ہے کسی خاص وقت میں موضوع کے وقتوں سے جیسے ضرور
دھوپ تیز ہوتی ہے دوپہر کے وقت۔ دھوپ تیز نہیں ہوتی صبح
کے وقت۔ منتشرہ مطلقہ جس میں حکم کیا جائے کہ ثبوت محمول کا موضوع
کے لئے یا سلب محمول کا موضوع سے ضروری ہے کسی وقت میں ذات
کے وقتوں سے جیسے ہر آدمی ضرور سانس لیتا ہے کسی وقت ضرور ہے
کہ ہر آدمی سانس نہیں لیتا کسی وقت۔ مطلقہ عامہ جس میں حکم کیا جائے
کہ ثبوت محمول کا موضوع کے لئے یا سلب محمول کا موضوع سے (ماضی یا
مستقبل یا حال میں ہے جیسے ہر آدمی ابھی ہنستا ہے چاہے کسی زمانے
میں ہو۔ ممکنہ عامہ جس میں حکم کیا جائے کہ اس کا مخالف طرف ضروری
نہیں ہے جیسے ممکن ہے کہ حمید لکھتا ہو۔ یعنی نہ لکھنا حمید کا ضروری نہیں۔
چاہے لکھنا ضروری ہو یا نہ ہو۔

موجہات مرکبہ

مشروطہ خاصہ۔ وہ اسی مشروطہ عامہ کو
کہیں گے جس کو اوپر بیان کیا ہے۔ صرف

ایک موجبہ اور ایک سالبہ اور اس کے موجبہ اور سالبہ ہونیکا دارومدار پہلے قضیہ پر ہے۔ اگر پہلا قضیہ موجبہ ہے تو پورا موجبہ ہوگا اور اگر پہلا قضیہ سالبہ ہے تو وہ کل سالبہ ہوگا۔

موجہات بسیطہ

ضروریہ مطلقہ جس میں حکم کیا جائے کہ ثبوت محمول کا ذات موضوع کے لئے یا سلب محمول کا ذات موضوع سے ضروری ہے۔ جب تک کہ ذاتِ موضوع کی ہے جیسے آدمی ضرور جاندار ہے اور آدمی ضرور پتھر نہیں۔ دائمہ مطلقہ جس میں حکم کیا جائے کہ ثبوت محمول کا ذات موضوع کے لئے یا سلب محمول کا ذات موضوع سے ہمیشہ ہے جیسے ہر آسمان ہمیشہ گھومتا ہے کوئی آسمان ہمیشہ ٹھہرا نہیں۔ مشروطہ عامہ جس میں حکم کیا جائے کہ ثبوت محمول کا موضوع کے واسطے یا سلب محمول کا موضوع سے ضروری ہے۔ جبتک کہ ذات موضوع کی اس صفت سے موصوف ہو جس صفت کا ظہور موضوع ہونے میں ہے۔ جیسے ہر پڑھنے والا پڑھنے تک ضرور زبان ہلاتا ہے کوئی پڑھنے والا پڑھنے تک ضرور زبان نہیں روکتا ایس آدمی کی زبان کی حرکت اسی وقت پائی جائے گی جبکہ بالفعل پڑھتا ہو۔ عرفیہ عامہ جس میں حکم کیا جائے

. . . .

ہر آدمی بالفعل تعجب کرتا ہے :. اور کوئی آدمی بالفعل تعجب نہیں کرتا۔ جب ہر جاندار بالفعل چلتا ہے ضروری نہیں۔ کہا تو گویا کہ کہا کہ جاندار بالفعل چلتا ہے۔ اور ممکن ہے کوئی جاندار نہیں چلتا۔ بالامکان العام کہا

شرطیات کا بیان

شرطیہ (وہ کہ جو دو قضیوں سے مرکب ہو) کی بھی دو قسمیں ہیں متصلہ۔ منفصلہ۔ متصلہ اسکو کہتے ہیں جس میں حکم کیا جائے کہ صدق ایک قضیہ کا یا نہ صدق اسکا دوسرے قضیہ کے صدق کی وجہ سے ہو۔ موجبہ میں جیسے اگر سعید انسان ہوگا تو جاندار ہوگا یعنی سعید کے جاندار ہونیکا صدق اس کے انسان ہونے پر ہے۔ سالبہ میں جیسے اگر سعید انسان ہوگا تو البتہ گھوڑا نہ ہوگا یعنی گھوڑا نہ ہونے کا مدار اس کے انسان ہونے پر ہے جب انسان ہوگا تو گھوڑا نہ ہوگا۔ کذب کی مثالیں واضح ہیں

متصلہ کی قسمیں

متصلہ کی دو قسمیں ہیں۔ لزومیہ۔ اتفاقیہ۔ لزومیہ اس کو کہتے ہیں کہ مقدم اور تالی میں حکم کسی علاقہ سے ہو جیسے اگر حمید مسلمان ہوگا تو جنتی ہوگا۔ حمید کے جنتی ہونیکا دارومدار اس کے مسلمان ہونے پر ہے۔ اتفاقیہ اسکو کہتے کہ مقدم اور تالی میں حکم بغیر کسی علاقہ کے ہو جیسے اگر حمید سعید کا ماموں ہوگا تو فرید حمید کا باپ ہوگا۔ فرید کا باپ ہونا سعید کے ماموں ہونے پر یا سعید کا ماموں ہونا

ذات کی حیثیت سے "ہمیشہ نہیں" کی قید لگائی جائے گی۔ جیسے ہر پڑھنے والا
پڑھنے تک ضرور زبان ہلاتا ہے ہمیشہ نہیں۔ عرفیہ خاصہ ہے اور
وہی عرفیہ عامہ اور اسی قید کے ساتھ کا نام ہے جیسے ہر لکھنے والا
لکھنے تک ہمیشہ انگلیاں ہلاتا ہے۔ ہمیشہ نہیں۔ "وجودیہ لاضروریہ" اسی
مطلقہ عامہ کو کہیں گے جس میں ضروری نہیں کی قید لگ جائے۔ جیسے
ہر آدمی بالفعل ہنستا ہے ضروری نہیں۔ "وجودیہ لادائمہ" یہ بھی وہی مطلقہ
عامہ ہے جس میں ہمیشہ نہیں کی قید لگ جائے جیسے ہر آدمی بالفعل ہنستا ہے
"ہمیشہ نہیں" "وقتیہ" یہ اسی وقتیہ مطلقہ کو کہیں گے جس کا اوپر بیان ہو چکا ہے
جبکہ قید "ہمیشہ نہیں" کی لگا دی جائے جیسے دھوپ ضرور دوپہر کے وقت تیز
ہوتی ہے "ہمیشہ نہیں"۔ "قضیہ منتشرہ" یہ وہی منتشرہ مطلقہ ہے۔ جس میں
"ہمیشہ نہیں" کی قید لگائی جائے۔ جیسے ہر آدمی ضرور کسی وقت سانس
لیتا ہے "ہمیشہ نہیں"۔ "ممکنہ خاصہ" اس قضیہ کو کہیں گے۔ جس میں دونوں
جانب (وجود و عدم) کے غیر ضروری ہونے کا حکم ہو۔ جیسے ممکن ہے ہر آدمی
لکھتا ہے اور ممکن ہے کوئی آدمی نہیں لکھتا۔

"ہمیشہ نہیں" اور ضروری نہیں کا مطلب "ہمیشہ نہیں" (لادوام) اشارہ
ہے مطلقہ عامہ کی طرف اور ضروری نہیں (لاضرورۃ) ممکنہ عامہ کی طرف
پس جب ہر آدمی بالفعل تعجب کرتا ہے۔ "ہمیشہ نہیں" کہا تو گویا کہا۔

اور کافر بھی۔

شرطیہ منفصلہ کی قسمیں

قضیہ شرطیہ منفصلہ کی تین قسمیں ہیں۔ مانعۃ الجمع۔ مانعۃ الخلو۔ حقیقیہ منفصلہ حقیقیہ اسکو کہتے ہیں کہ جس میں حکم کیا جائے کہ یہ دو چیزیں (مقدم و تالی) ایسی ہیں کہ دونوں کسی چیز میں اکٹھا ہی نہیں ہوسکتیں اور نہ اس چیز کو دونوں چھوڑ سکتی ہیں جیسے یہ آدمی مسلمان ہوگا یا کافر۔ نہ یہ ممکن ہے کہ کوئی آدمی مسلمان اور کافر دونوں ہو اور نہ یہ ممکن ہے کہ نہ مسلمان ہو۔ نہ کافر ہی ہوگا کہ یا مسلمان ہے یا کافر۔ مانعۃ الجمع اسکو کہتے ہیں کہ جس میں حکم کیا جائے کہ ان دو چیزوں کا جمع ہونا تو محال ہے مگر اٹھنا ممکن ہے جیسے آدمی یا بوڑھا ہوگا یا جوان یہ تو ہوسکتا ہے کہ ایک آدمی نہ بوڑھا ہو نہ جوان بلکہ لڑکا ہو مگر یہ محال ہے کہ ایک ہی آدمی بوڑھا بھی ہو اور جوان بھی۔ اور مانعۃ الخلو اسکو کہتے ہیں کہ جس میں حکم کیا جائے کہ ان دو چیزوں کا جمع ہونا تو ممکن ہے مگر اٹھنا محال ہے جیسے کہا جاوے کہ سعید عالم ہے یا مدرس نہیں۔ یہ ممکن ہے کہ سعید عالم بھی ہو اور مدرس بھی نہ ہو۔ یہ ناممکن ہے کہ عالم نہ ہو اور مدرس ہو۔ منفصلہ خواہ حقیقیہ ہو یا مانعۃ الجمع۔ یا مانعۃ الخلو۔ دو حال سے خالی نہیں یا یہ کہ اُس کے دونوں جزؤں (مقدم تالی) میں تنافی بالذات ہے تو اسکو "منفصلہ عنادیہ" کہا جاویگا اگر محض اتفاقی ہو

فرید کے باپ ہونے پر لزوم کے علاقہ سے نہیں بلکہ محض اتفاقی ہے۔

علاقہ کے معنی علاقہ کے معنی یہ ہیں کہ دو چیزوں کا (مقدم تالی) اسطرح پر ہونا کہ ان دونوں میں سے ایک علت ہو اور دوسری معلول جیسے اگر حمید مسلمان ہوگا تو جنتی ہوگا یا وہ دونوں چیزیں کسی تیسری علت کی معلول ہوں جیسے اگر حمید جنتی ہوگا تو جنت کے پھل کھائیگا۔ جنت کا پھل کھانا اور جنتی ہونا دونوں معلول ہیں حمید کے مسلمان ہونے کے سبب سے۔ یا علاقہ تضایف کا ہوگا یعنی دو چیزوں کا (مقدم تالی) اسطرح پر ہونا کہ پہلی چیز کا سمجھنا دوسری چیز پر اور دوسری کا سمجھنا پہلی پر رکا (موقوف) ہو جیسے اُستاد ہونا اور شاگرد ہونا۔ اُستاد جب کہا جاوے گا کہ اس کا کوئی شاگرد بھی ہو اور شاگرد بھی جب ہی کہا جاویگا کہ اُسکا کوئی اُستاد بھی ہو تو معلوم ہوا کہ استادی کا سمجھنا شاگردی پر اور شاگردی کا سمجھنا اُستادی پر موقوف ہے۔

منفصلہ اسکو کہتے ہیں جس میں حکم کیا جائے کہ دو چیزوں (مقدم وتالی) میں منافات ہے یعنی کہا جاتے کہ یہ (مقدم) صادق آئے گا تو وہ (تالی) صادق نہیں آئے گا اور اگر وہ (تالی) صادق آئے گا تو یہ (مقدم) صادق نہیں آئے گا جیسے زید مسلمان ہوگا یا کافر یعنی زید یا تو مسلمان ہوگا یا صرف کافر۔ یہ محال ہے کہ زید مسلمان بھی ہو

دونوں میں "قد یکون" اور سالبہ جزئیہ کا سور دونوں میں "قد لا یکون" اگر موجبہ کلیہ کے سور پر حرف نفی داخل کر دیا جائے تو وہ سالبہ جزئیہ کا سور ہو جاتا ہے اور قضیہ مہملہ کا اہمال متصلہ میں "لو - اِن - اذا - اور منفصلہ میں اِمّا اور اَوْ سے ہوتا ہے اور شرطیہ کے دونوں طرفوں یعنی مقدم اور تالی میں حکم نہیں ہوتا مگر جب آوات شرط ہٹا دیے جائیں - پس وہ دونوں طرف مشابہ ہوں گے دو حملیوں کے یا دو متصلوں کے یا دو منفصلوں کے یا دو مختلفوں کے یعنی ایک حملیہ اور ایک متصلہ - یا ایک حملیہ اور ایک منفصلہ - یا ایک متصلہ اور ایک منفصلہ -

بحث تناقض

تناقض کی تعریف یہ ہے کہ دو قضیوں کا اس طرح پر ہونا کہ پہلے کا سچا ہونا دوسرے کے جھوٹے ہونیکو اور دوسرے کا جھوٹا ہونا پہلے کے سچے ہونے کو چاہے جیسے سعید سچا ہے - سعید سچا نہیں - تناقض کے پائے جانے کی آٹھ شرطیں ہیں - ان کے بغیر تناقض نہیں پایا جاتا اور وہ یہ ہیں دونوں میں موضوع - محمول مکان - زمان - قوت - فعل - شرط - جز و کل - اضافت ایک ہو - اور ان کو کسی شاعر نے اس طرح جمع کیا ہے -

در تناقض ہشت وحدت شرط دان ٭ وحدت موضوع و محمول مکان
وحدت شرط و اضافت جز و کل ٭ قوت و فعل ست در آخر زمان

تو اتفاقیہ ہے۔ جس طرح حملیہ۔ شخصیہ۔ طبیعیہ۔ محصورہ اور مہملہ کی طرف منقسم ہوتا ہے۔ اسی طرح شرطیہ بھی۔ ان اقسام کی طرف منقسم ہوتا ہے مگر شرطیہ میں طبعیہ نہیں پایا جاتا اس لئے کہ اس میں طبیعت ہی نہیں پائی جاتی ہے اور جسطرح کہ حملیہ میں افراد ہوتے ہیں اسی طرح شرطیہ میں اوقات بمنزلہ افراد کے ہوتے ہیں پس اگر اس میں حکم وقت معین اور وضع خاص پر ہو تو اسکو شخصیہ محصورہ کہیں گے جیسے اگر تم آج میرے پاس آؤگے تو انعام دونگا۔ اس میں آج وقت معین ہے اگر اس میں حکم مقدم کے تمام اوقات پر ہے تو وہ کلیہ ہے جیسے جب جب حمید کتب بینی کرے گا تو معلومات میں اضافہ ہوگا اگر حکم بعض اوقات میں ہے تو وہ جزئیہ ہے جیسے اگر فلاں پڑھا آدمی ہے تو کبھی مدرس بھی ہوگا اور اگر اس میں اوقات کا ذکر کلاً او بعضاً چھوڑ ہی دیا جاوے تو اسکو مہملہ کہیں گے جیسے اگر آدمی مسلمان ہوگا تو نیک ہوگا۔

شرطیہ کا سور منطقیین کی اصطلاح میں ایک چیز ہے کہ اسکو سور کہا جاتا ہے اس سے قضیہ کے افراد کی مقدار معلوم ہوتی ہے اسی لئے اس کو قضیہ کے اول میں لگا دیتے ہیں پس موجبہ کلیہ کا سور متصلہ میں۔ متی۔ مہما۔ اور کلما ہے اور منفصلہ میں دائماً اور سالبہ کلیہ کا متصلہ اور منفصلہ دونوں میں "لیس البتہ" ہے اور موجبہ جزیہ کا سور

ہو تو اس میں یہ بھی شرط ہے کہ اختلاف جہت میں ہو پس ضروریہ مطلقہ کی نقیض ممکنہ عامہ ہے اور دائمہ مطلقہ کی مطلقہ عامہ ہے اور مشروطہ عامہ کی نقیض حینیہ ممکنہ ہے ۔ عرفیہ عامہ کی حینیہ مطلقہ ہے یہ بسائط موجہہ میں ہے اور مرکبات کا تناقض بڑی کتابوں میں آئیگا اور نقائض شرطیات میں یہ بھی شرط ہے کہ اتفاق نوع اور جنس میں ہو اور اختلاف کیف میں یعنی اگر اصل قضیہ موجبہ ہے تو نقیض سالبہ ہو اور اگر اصل قضیہ سالبہ ہے تو نقیض موجبہ ہو پس متصلہ لزومیہ موجبہ کی نقیض سالبہ متصلہ لزومیہ ہے اور منفصلہ عنادیہ موجبہ کی سالبہ منفصلہ عنادیہ ہے ۔

عکس مستوی کی بحث

عکس مستوی اسکو کہتے ہیں کہ قضیہ کے پہلے جزکو دوسرا اور دوسرے کو پہلا بنایا جائے مع بقاء صدق اور کیف یعنی اگر اصل قضیہ صادق ہے تو عکس بھی صادق ہے اور اگر اصل قضیہ موجبہ ہے تو عکس بھی موجبہ ہے اور اگر اصل قضیہ سالبہ ہو تو عکس بھی سالبہ ہو پس سالبہ کلیہ کا عکس سالبہ کلیہ ہی آتا ہے جیسے کوئی آدمی فرشتہ نہیں اور کوئی فرشتہ آدمی نہیں جس کو دلیل خلف (یعنی اثبات مدعی بابطال نقیض) کے ساتھ اس طرح ثابت کیا جائیگا کہ جہاں کوئی آدمی فرشتہ نہیں صادق آتے

پس جب ان وحدتوں میں اختلاف ہوگا تو تناقض نہیں پایا جائے گا جیسے
سعید سچا ہے اور حمید سچا نہیں۔ میں تناقض نہیں ہے اس لئے کہ موضوع
دونوں کا ایک نہیں ہے یعنی پہلے قضیہ میں سعید موضوع ہے اور دوسرے
میں حمید۔ اسی طرح سعید سچا ہے اور سعید جھوٹا نہیں اور سعید گھر میں ہے
مدرسہ میں نہیں۔ زید دن کو پڑھتا ہے رات کو نہیں پڑھتا۔ حامد نیک
ہے بشرط اطاعت خدا اور ندی کا حامد نیک نہیں بشرط نافرمانی۔ گنے کا پانی
بالقوۃ شکر ہے بالفعل شکر نہیں۔ محمود کل سیاہ ہے بعض حصہ (دانت)
سیاہ نہیں ہیں۔ تناقض نہیں۔
اور بعض منطقیین نے موضوع محمول کے ایک ہونے پر اکتفا کیا ہے اور بعضوں نے
صرف نسبت کے ایک ہونے پر۔ جب دو محصوروں میں تناقض ہو
تو اس میں یہ بھی شرط ہے کہ اختلاف کم (کلیت اور جزئیت) میں ہو
پس اگر پہلا قضیہ کلیہ ہے تو دوسرا جزئیہ ہوگا اور اگر دوسرا کلیہ ہے تو
پہلا جزئیہ ہوگا اس لئے کہ دونوں کلیے کبھی کاذب ہو جاتے ہیں جیسے کہ
ہر لکھا پڑھا مدرس ہے اور کوئی لکھا پڑھا مدرس نہیں اور دونوں جزئیے
کبھی صادق ہو جاتے ہیں جیسے بعض جاندار عقلمند ہیں اور بعض جاندار عقلمند
نہیں اور یہ اُن قضیوں میں ہوتا ہے کہ جس میں موضوع عام ہوے اور جب
تناقض موجہات میں ہو تو اس میں یہ بھی شرط ہے کہ اختلاف جہت میں

بعض جو جوان تھے بوڑھے ہیں فعل ناقص (تھا) اصل قضیہ میں جوان کے ساتھ لگا ہوا ہے تو عکس میں بھی اس کے ساتھ لگنا چاہئے کوئی خرابی پیش نہ آوے گی۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ اصل قضیہ میں فعل ناقص تھا ماضی ہے عکس میں فعل ناقص مستقبل (ہوگا) رکھا جائے۔ یوں کہا جائے بعض جوان بوڑھے ہوں گے تو صحیح ہو جائے گا اور موجبہ جزئیہ کا عکس موجبہ جزئیہ ہی آتا ہے بعض منشی آدمی ہیں کا عکس بعض آدمی منشی ہیں آتا ہے

اعتراض۔ موجبہ جزئیہ کا عکس موجبہ جزئیہ آتا ہے اور حالانکہ بعض طالب علم مدرسہ میں ہیں صحیح ہے اور بعض مدرسہ طالب علم میں ہے صحیح نہیں

جواب۔ بعض طالب علم مدرسہ میں ہیں کا وہ عکس نہیں ہے جسکو معترض نے سمجھا ہے بلکہ صحیح عکس اس کا یہ ہے بعض جو مدرسہ میں ہیں طالب علم ہیں اس لئے کہ اصل قضیہ میں حرف ظرف (میں) مدرسہ کے ساتھ لگا ہوا ہے تو عکس میں بھی اس کے ساتھ لگانا چاہیئے خرابی کچھ نہ ہوگی۔

عکس نقیض کی بحث

قدماء کے نزدیک عکس نقیض اس کو کہتے ہیں کہ قضیہ کے پہلے جز کے نقیض کو دوسرا جز اور دوسرے جز کے نقیض کو پہلا جز کر دیا جائے صدق اور کیف میں اصل قضیہ کے مطابق ہو یعنی اگر اصل قضیہ صادق ہے تو عکس نقیض بھی ثابت ہوگا اگر اصل قضیہ موجبہ ہو تو عکس نقیض بھی موجبہ ہوگا اور اگر اصل قضیہ سالبہ ہو

وہاں کوئی فرشتہ آدمی نہیں کا بھی صادق آنا ضروری ہے اس لئے کہ اگر صادق نہ آئے تو صادق آئے گا بعض فرشتہ آدمی ہے۔ پس ترتیب قیاس اس طرح ہوگی (صغریٰ) بعض فرشتہ آدمی ہے (کبریٰ) کوئی آدمی فرشتہ نہیں (نتیجہ) بعض فرشتہ فرشتہ نہیں یہ "سلب الشیٔ عن نفسہٖ" ہے جو محال ہے اور یہ محال صرف اس لئے ہے کہ سالبہ کلیہ کا عکس سالبہ کلیہ نہیں۔ فرض کیا گیا معلوم ہوا کہ سالبہ کلیہ کا عکس سالبہ کلیہ ہی آنا چاہیے ورنہ اس طرح کی خرابیاں لازم آویں گی اور سالبہ جزئیہ کا عکس جس صورت میں کہ موضوع (حملیہ میں) یا مقدم (شرطیہ میں) عام ہو نہیں آتا مثلاً یہ تو صادق آتا ہے کہ بعض آدمی نیک نہیں مگر یہ صادق نہیں آتا کہ بعض نیک آدمی نہیں اور موجبہ کلیہ کا عکس موجبہ جزئیہ آتا ہے اس لئے کہ ہر بادشاہ آدمی ہے۔ کا عکس موجبہ جزئیہ یعنی بعض آدمی بادشاہ ہے۔ آتا ہے اور موجبہ کلیہ نہیں آتا۔ اسواسطے کہ محمول (حملیہ میں) یا تالی (شرطیہ میں) جب عام ہو تو ہر آدمی بادشاہ ہے۔ آئیگا جو غلط ہے۔

اعتراض۔ موجبہ کلیہ کا عکس موجبہ جزئیہ آتا ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ اصل اور عکس دونوں سچے ہوں حالانکہ بعض مثالوں میں ایسا نہیں جیسے "ہر بوڑھا جوان تھا" کا عکس "ہر جوان بوڑھا تھا" بالکل غلط ہے۔ پہلا جواب یہ ہے کہ ہر بوڑھا جوان تھا۔ کا وہ عکس نہیں جیسے معترض نے سمجھا ہے۔ بلکہ

قیاس کی بحث

قیاس اس کو کہتے ہیں جو دو قضیوں یا چند قضیوں سے بنا ہو جب ان دو یا چند قضیوں کو مان لیا جائے تو ان سے ایک نیا قضیہ پیدا ہو جاتا ہے اور اس نئے قضیہ کو نتیجہ کہتے ہیں۔

قیاس کی دو صورتیں ہیں۔ استثنائی۔ اقترانی۔ استثنائی اسکو کہتے ہیں جس کا نتیجہ یا نقیض نتیجہ کا بیان یکجائی قیاس میں ہو چکا ہو۔ جیسے عالمگیر سلطان بادشاہ ہے تو عادل ہے۔ لیکن سلطان بادشاہ ہے تو عادل ہے۔ اگر غلام احمد نبی ہے تو سچا ہے لیکن سچا نہیں تو نبی نہیں۔

اقترانی اسکو کہتے ہیں جسکا نتیجہ یا نقیض نتیجہ قیاس میں یکجائی بیان نہ ہوا ہو جیسے حضرت عمرؓ حضرت علیؓ کے داماد ہیں حضرت علیؓ کا داماد سچا ہوتا ہے حضرت عمرؓ سچے ہیں۔

قیاس اقترانی کی دو قسمیں ہیں۔ قیاس کے قضایا حملیہ ہوں تو حملی۔ قیاس کے قضایا شرطیہ ہوں تو شرطی ہے۔ قیاس اقترانی حملی کے نتیجہ کے موضوع کو اصغر کہتے ہیں، اور محمول کو اکبر کہتے ہیں، جو قضیہ جزو قیاس ہو اس کو مقدمہ کہتے ہیں۔ اور جس مقدمہ میں اصغر ہو اسکو صغریٰ کہتے ہیں

تو عکس نقیض بھی سالبہ ہوگا۔ موجبہ کلیہ کا عکس نقیض موجبہ کلیہ ہی آتا ہے اس لئے کہ ہر منشی آدمی ہے۔ کا عکس نقیض جو آدمی نہیں۔ منشی نہیں۔ موجبہ جزئیہ کا عکس نقیض نہیں آتا اس لئے کہ بعض انسان نہ منشی ہے تو صادق آتا ہے مگر اس کا عکس نقیض بعض منشی نہ آدمی ہے صادق نہیں آتا۔ سالبہ کلیہ کا عکس سالبہ جزئیہ آتا ہے جیسے کوئی فاضل جاہل نہیں ہے کا عکس نقیض بعض نا جاہل نا فاضل نہیں ہیں صادق ہے اور سالبہ جزئیہ کا عکس نقیض سالبہ جزئیہ ہی آتا ہے اس لئے کہ بعض مولوی واعظ نہیں کا عکس نقیض بعض نا واعظ نا مولوی نہیں صادق ہے

صغری[1] کا موجبہ ہونا یعنی صغری سالبہ نہ ہو۔ کبری[2] کا کلیہ ہونا یعنی کبری جزئیہ نہ ہو۔ ان میں ایک شرط یا دونوں ناپید ہو جائیں تو شکل اول صحیح نتیجہ نہ دے گی۔

شکل اول کی (بلکہ کل اشکال کی) صورتیں کل سولہ[16] ہو سکتی ہیں اس لئے کہ چار صورتیں صغری میں۔ موجبہ[1] کلیہ۔ موجبہ[2] جزئیہ۔ سالبہ[3] کلیہ۔ سالبہ[4] جزئیہ پائی جاتی ہیں۔ اور یہی چار صورتیں کبری میں بھی پائی جاتی ہیں۔ چار کو چار میں ضرب دیا جائے تو سولہ[16] حاصل ضرب ہوتا ہے اور وہ سولہ صورتیں حسب ذیل ہیں۔

صغری[1] اور کبری دونوں موجبہ کلیہ۔ صغری[2] موجبہ کلیہ کبری موجبہ جزئیہ۔ صغری[3] موجبہ کلیہ۔ کبری سالبہ کلیہ۔ صغری[4] موجبہ کلیہ۔ کبری سالبہ جزئیہ۔ صغری[5] موجبہ جزئیہ۔ کبری موجبہ کلیہ۔ صغری[6] اور کبری دونوں موجبہ جزئیہ۔ صغری[7] موجبہ جزئیہ۔ کبری سالبہ کلیہ۔ صغری[8] موجبہ جزئیہ کبری سالبہ جزئیہ۔ صغری[9] سالبہ کلیہ۔ کبری موجبہ کلیہ۔ صغری[10] سالبہ کلیہ کبری موجبہ جزئیہ۔ صغری[11] سالبہ کلیہ۔ کبری بھی سالبہ کلیہ۔ صغری[12] سالبہ کلیہ کبری سالبہ جزئیہ۔ صغری[13] سالبہ جزئیہ۔ کبری موجبہ کلیہ۔ صغری[14] سالبہ جزئیہ۔ کبری موجبہ جزئیہ۔ صغری[15] سالبہ جزئیہ کبری سالبہ کلیہ۔ صغری[16] سالبہ جزئیہ۔ کبری بھی سالبہ جزئیہ۔ مگر ان میں بارہ[12] ضربیں غلط ہیں کیونکہ ان میں نتیجہ دینے کی شرطیں ناپید ہیں

اور جس میں اکبر ہو اسکو کبری کہتے ہیں۔ اور جو لفظ دونوں مقدموں میں مکرر آیا ہو اسکو حد اوسط کہیں گے اور صغری کو کبری کے ساتھ ملانے سے جو ہیئت اور تصویر قائم ہوتی ہے اس کو شکل کہتے ہیں حد اوسط کے جائے قرار کے اعتبار سے چار شکلیں ہوتی ہیں۔

اگر حد اوسط صغری میں محمول اور کبری میں موضوع ہو تو شکل اول ہے جیسے ہر نمازی باوضو ہے۔ ہر باوضو پاک ہے۔ نتیجہ ہر نمازی پاک ہے
اگر حد اوسط صغری اور کبری دونوں میں محمول ہے تو شکل ثانی ہے۔ جیسے ہر خلیفہ برحق عادل ہے کوئی ظالم عادل نہیں۔ نتیجہ کوئی خلیفہ برحق ظالم نہیں
اگر حد اوسط صغری اور کبری دونوں میں موضوع ہو تو شکل ثالث ہے جیسے ہر استاد مدرس ہے۔ ہر استاد تعلیم یافتہ ہے۔ نتیجہ ہر مدرس تعلیم یافتہ ہے
اگر حد اوسط صغری میں موضوع اور کبری میں محمول ہو تو شکل رابع ہے جیسے ہر خوش نصیب باادب ہے ہر خوش نویس خوش نصیب ہے۔ نتیجہ بعض باادب خوش نویس ہیں۔

ان چار شکلوں میں شریف تر شکل اول ہے۔ اسواسطے کہ اس کا نتیجہ بالکل ظاہر اور واضح ہوتا ہے اور اس کے نتیجہ کی طرف ذہن بہت جلد منتقل ہوتا ہے۔

شکل اول کی شرطیں

شکل اول کی نتیجہ دینے کی دو شرطیں ہیں

دوسری شکل کا نتیجہ صرف سالبہ کلیہ اور جزئیہ ہوگا۔

شکل ثانی کی نتیجہ دہ صورتیں

بھی چار ہیں۔ اول وہ ہے کہ جو بنا ہو۔ صغریٰ موجبہ کلیہ اور کبریٰ سالبہ کلیہ سے جیسے ہر تعلیم یافتہ مہذب ہوتا ہے۔ کوئی وحشی مہذب نہیں ہوتا نتیجہ کوئی تعلیم یافتہ وحشی نہیں ہوتا ہے۔ ضرب اول کے سالبہ کلیہ نتیجہ دینے کی دلیل یہ ہے کہ جب کبریٰ کا عکس کر کے اسکو صغریٰ کے ساتھ ملایا جائے تو شکل اول ہو جائے گی۔ جو نتیجہ اس سے نکلا تھا وہی اس سے بھی نکلے گا۔ دوئم وہ ہے جو بنا ہو سالبہ کلیہ صغریٰ اور موجبہ کلیہ کبریٰ سے۔ پس نتیجہ سالبہ کلیہ ہوگا۔ جیسے کوئی عالم جاہل نہیں اور ہر اَن پڑھ جاہل ہے نتیجہ کوئی عالم اَن پڑھ نہیں۔ ضرب ثانی کے سالبہ کلیہ نتیجہ دینے پر دلیل یہ ہے کہ صغریٰ کا عکس کر کے شکل رابع بنایا جائے پھر اسی شکل کی ترتیب کو الٹ دکبریٰ کو صغریٰ اور صغریٰ کو کبریٰ) کر شکل اول بنایا جائے۔ پھر شکل کا نتیجہ نکال کر نتیجہ کا عکس کیا جائے تو یہ عکس نتیجہ وہی ہوگا جو ضرب ثانی کا نتیجہ تھا۔ سوئم وہ ہے کہ جو مرکب ہو۔ موجبہ جزئیہ صغریٰ سالبہ کلیہ کبریٰ کر پس نتیجہ سالبہ جزئیہ نکلے گا۔ جیسے بعض عالم مدرس ہیں اور کوئی جاہل مدرس نہیں۔ نتیجہ بعض عالم جاہل نہیں۔ چہارم وہ ہے کہ مرکب ہو سالبہ جزئیہ صغریٰ۔ موجبہ کلیہ کبریٰ سے۔ پس نتیجہ سالبہ جزئیہ نکلے گا۔ جیسے بعض

اور چار صورتیں جامع الشرائط ہیں" وہی صحیح ہیں۔

شکل اول کی چار صورتیں اور انکے نتیجے

اول وہ ہے جو بنا ہو موجبہ کلیہ صغری اور موجبہ کلیہ کبری سے پس نتیجہ بھی موجبہ کلیہ ہی نکلے گا۔ جیسے ہر متقی عامل قرآن ہے۔ ہر عامل قرآن ہدایۃ یافتہ ہے نتیجہ۔ ہر متقی ہدایت یافتہ ہے دوئم وہ ہے جو بنا ہو موجبہ کلیہ صغری اور سالبہ کلیہ کبری سے نتیجہ سالبہ کلیہ دے گا۔ جیسے ہر مسلمان قائل ختم نبوت ہے کوئی قائل ختم نبوت کافر نہیں نتیجہ کوئی مسلمان کافر نہیں۔ سوئم جو بنا ہو موجبہ جزئیہ صغری اور موجبہ کلیہ کبریٰ سے۔ نتیجہ موجبہ جزئیہ ہوگا جیسے بعض مسلمان نمازی ہیں۔ کوئی نمازی نجس نہیں۔ نتیجہ بعض مسلمان نجس نہیں۔ چہارم وہ ہے جو بنا ہو موجبہ جزئیہ صغری اور سالبہ کلیہ کبری سے نتیجہ سالبہ جزئیہ ہوتا ہے جیسے بعض نوکر فرمانبردار ہیں۔ کوئی فرمانبردار سزا نہیں پاتے۔ نتیجہ بعض نوکر سزا نہیں پاتے۔

شکل ثانی کی شرطیں

شکل ثانی کی نتیجہ دینے کی شرط کیفی (ایجاب وسلب) دونوں مقدموں کا ایجاب وسلب میں اختلاف ہے یعنی صغری موجبہ ہے تو کبری سالبہ ہوگا۔ کبری موجبہ ہے تو صغری سالبہ ہوگا۔ اور شرط کمی (کلیہ۔ جزئیہ) کبری کلیہ یعنی کبری جزئیہ نہو

حاجی ہیں۔ششم وہ ہے کہ جو مرکب ہو موجبہ کلیہ صغریٰ اور سالبہ جزئیہ کبریٰ سے۔ نتیجہ سالبہ جزئیہ نکلے گا۔ جیسے ہر نبی سچا ہے اور بعض نبی کتاب یافتہ نہیں ہے نتیجہ بعض سچا کتاب یافتہ نہیں ہے

شکل رابع کی شرطین

چوتھی شکل کی نتیجہ دینے کی شرطیں بوجہ کثرت اور چار شکلوں کی شرطیں بحسب الجہتہ، اس مختصر کتاب کے اختصار کو باقی نہیں رکھتی اس لئے اسکو بڑی کتابوں میں دیکھا جائے۔

ایک قاعدہ

یاد رکھنا چاہئے کہ نتیجہ ہمیشہ کم حیثیت مقدمے کے تابع ہوتا ہے کیف (ایجاب سلب) میں کم حیثیت سالبہ اور کم (کلیہ جزئیہ) میں کم حیثیت جزئیہ ہے پس جو قیاس موجبہ اور سالبہ سے مرکب ہو وہ سالبہ نتیجہ دے گا اور جو قیاس کلیہ اور جزئیہ سے مرکب ہو وہ جزئیہ نتیجہ دے گا اور جو قیاس دونوں کلیوں سے مرکب ہو وہ اکثر تو کلیہ ہی نتیجہ دیتا ہے مگر کبھی جزئیہ بھی دیتا ہے۔

قیاس اقترانی شرطی

قیاس اقترانی شرطی کا حال اشکال اور ضروب نتیجہ وغیرہ میں بعینہ اقترانی حملی کا سا ہے۔ متصلہ میں شکل اول کی مثال جب بھی سعید نمازی ہوگا تو نیک ہوگا۔ جب سعید نیک ہوگا تو جنتی ہوگا۔ نتیجہ جب سعید نمازی ہوگا جنتی ہوگا۔

عالم مدرس نہیں۔ ہر استاد مدرس ہے۔ نتیجہ بعض عالم استاد نہیں۔

تیسری شکل کی شرطیں

صغریٰ موجبہ ہو اور دونوں مقدموں میں سے ایک کلیہ ہو۔ ان دونوں شرطوں کے اعتبار سے تیسری شکل کی وہ ضربیں کہ جو نتیجہ دیتی ہیں چھ ہیں جنکی تفصیل مع امثلہ حسب ذیل ہیں۔

تیسری شکل کی نتیجہ خیز صورتیں اوّل وہ ہے کہ جو مرکب ہو موجبہ کلیہ صغریٰ اور موجبہ کلیہ کبریٰ سے۔ پس نتیجہ موجبہ جزئیہ نکلے گا جیسے ہر خلیفہ عادل ہے۔ اور ہر خلیفہ حق پر ہے۔ نتیجہ۔ بعض عادل حق پر ہے۔ دوئم وہ ہے کہ جو مرکب ہو۔ موجبہ کلیہ صغریٰ اور سالبہ کلیہ کبریٰ سے۔ پس نتیجہ سالبہ جزئیہ نکلے گا۔ جیسے ہر مسلمان جنتی ہے کوئی مسلمان کافر نہیں۔ سوئم وہ ہے کہ جو مرکب ہو موجبہ جزئیہ صغریٰ اور موجبہ کلیہ کبریٰ سے نتیجہ موجبہ جزئیہ نکلے گا جیسے بعض آدمی منشی ہیں۔ ہر آدمی عقلمند ہیں۔ نتیجہ بعض منشی عقلمند ہیں۔ چہارم وہ ہے کہ جو مرکب ہو موجبہ جزئیہ صغریٰ اور سالبہ کلیہ کبریٰ سے نتیجہ سالبہ جزئیہ نکلے گا۔ جیسے بعض منشی عقلمند ہیں اور کوئی منشی جاہل نہیں نتیجہ بعض عقلمند جاہل نہیں۔ پنجم وہ ہے کہ جو مرکب ہو موجبہ کلیہ صغریٰ اور موجبہ جزئیہ کبریٰ سے۔ نتیجہ موجبہ جزئیہ نکلے گا۔ جیسے ہر سخی خدا ترس ہے اور بعض سخی حاجی ہے نتیجہ بعض خدا ترس

دیگا عین آخر کا۔ جیسے آدمی مومن ہوگا یا کافر۔ لیکن کافر ہے پس مومن نہیں۔ یا کافر نہیں تو مومن ہے۔ یا مومن ہے تو کافر نہیں۔ یا مومن نہیں تو کافر ہے۔ اور مانعۃ الجمع میں صرف پہلی صورت۔ اور مانعۃ الخلو میں صرف دوسری صورت نتیجہ کی ہوگی۔ مثالیں ظاہر ہیں۔

قیاس استقرائی اسکو کہتے ہیں کہ اکثر جزئیات میں ایک بات دیکھکر حکم کلی کیا جائے مثلاً ہم نے آدمی۔ گھوڑا۔ اونٹ۔ گدھا وغیرہ کو دیکھا کہ جب وقت کسی چیز کو چباتے ہیں تو اُن کا نچلا جبڑا حرکت کرتا ہے۔ پس ہم نے حکم کلی کر دیا کہ ہر حیوان کا چابنے کے وقت فک اسفل (نیچے کا جبڑا) حرکت کرتا ہے اور استقرا فائدہ یقینیہ نہیں دیتا بلکہ ظن غالب کا فائدہ دیتا ہے اس لئے کہ یہ ہو سکتا ہے کہ اس کلی کے جمیع افراد کا حال ایسا نہ ہو مثلاً تمساح (مگرمچھ) کا چابنے کیوقت فک اعلیٰ (اوپر کا جبڑا) حرکت کرتا ہے۔

قیاس تمثیلی اس قیاس کو کہتے ہیں کہ کسی ایک جزئی میں کوئی خاص حکم دیکھکر دوسری جزئی کیواسطے ثابت کر دیا جائے بوجہ اس کے کہ اُن دونوں میں ایک معنی مشترک پایا جاتا ہے مثلاً جب دیکھا کہ۔ بیت۔ مؤلف (گھر بنا) ہے تو حادث ہے پس عالم بھی حادث ہے اس لئے کہ مولف ہے اس (کہ معنی مشترک علت الحکم ہوتا ہے) کے

شکل ثانی کی مثال۔ جب ابوجہل آنحضرتؐ کا دشمن ہوگا تو دشمن خدا ہوگا۔ ایسا نہیں کہ جب ابوجہل مسلمان ہوگا تو دشمن خدا ہوگا۔ نتیجہ ایسا نہیں کہ جب ابوجہل آنحضرتؐ کا دشمن ہوگا تو مسلمان ہوگا۔ تیسری شکل جیسے جب حضرت فاطمہؓ حضور کی صاحبزادی ہیں تو سیدۃ النساء ہیں جب حضور کی صاحبزادی تو بڑی نیکو کار ہیں جب فاطمہ سیدۃ النساء ہیں تو بڑی نیکو کار ہیں۔ شکل رابع کی مثال۔ جیسے اگر آفتاب نکلا ہوگا دن ہوگا جب رات ہوگی تو آفتاب نہ نکلا ہوگا نتیجہ جب دن ہوگا تو رات نہ ہوگی۔ اسی پر باقی قیاس کرو۔

قیاس استثنائی کی بحث

قیاس استثنائی اسکو کہتے ہیں جس کا نتیجہ یا نقیض نتیجہ پہلے یکجائی بیان ہو چکا ہو اور وہ دو قضیوں سے بنا ہوتا ہے۔ ان میں سے ایک شرطیہ ہوتا ہے اور دوسرا حملیہ۔ پس اگر قضیہ شرطیہ متصلہ ہو تو مقدم کا تسلیم کرنا تالی کا تسلیم کرنا ہے اور یہی نتیجہ ہوگا۔ اور تالی کے نقیض کا تسلیم کرنا مقدم کا تسلیم نہ کرنا ہے۔ نتیجہ بھی یہی ہوگا جیسے اگر حضرت امام ابوحنیفہؒ مجتہد ہوں گے تو امام ہوں گے لیکن مجتہد ہیں تو امام ہیں۔ اگر غلام احمد نبی ہوگا تو سچا ہوگا لیکن سچا نہیں ہے تو نبی نہیں ہے۔

اگر منفصلہ حقیقیہ ہو تو نتیجہ کی دو صورتیں ہیں۔ مقدم اور تالی میں سے ایک کا تسلیم کرنا نتیجہ دیگا دوسرے کے نقیض کا اور ایک کے نقیض کو تسلیم کرنا نتیجہ

وہ بھی جواہر ہیں۔ حالانکہ فلاسفہ کے نزدیک وہ قدیم ہیں۔ اور اگر جسمیت یا امکان ہو تو لازم آتا ہے کہ "اجرام اثیریہ" (افلاک) بھی حادث ہوں۔ حالانکہ فلاسفہ کے نزدیک وہ قدیم ہیں۔ معلوم ہوا کہ تالیف ہی علت الحکم ہے۔

قیاس خلف

بعض قیاس مرکب ہوتے ہیں۔ ان میں ایک قیاس خلف ہے وہ حقیقتاً دو قیاسوں (ایک اقترانی شرطی اتصالی دوسرے استثنائی) سے مرکب ہوتا ہے۔ قیاس اول کے نتیجے کو صغریٰ بناکر کبریٰ کے ساتھ ملائیں گے اور اسکی تقریر یہ ہے کہ ہمارا مدعیٰ ثابت ہے اگر مدعیٰ ثابت نہ ہو تو اس کا نقیض ثابت ہوگا جب نقیض ثابت ہو تو محال ثابت ہوگا۔ نتیجہ نکلا کہ اگر ہمارا مدعیٰ ثابت نہ ہو تو محال ثابت ہوگا اور یہ پہلا قیاس ہے۔ پھر نتیجہ مذکور کو صغریٰ بناکر کبریٰ استثنائیہ کے ساتھ ملائیں گے اور کہیں گے کہ اگر ہمارا مدعیٰ ثابت نہ ہو تو محال ثابت ہوگا لیکن محال ثابت نہیں ہے تو مدعیٰ کا نہ ثبوت نہ ثابت ہونا (مدعیٰ کا ثابت ہونا) ضروری ہے ورنہ ارتفاع النقیضین لازم آئے گا۔ اور اسکو مثال جزئی میں اس طرح سمجھو کہ ہر نبی مبلغ ہے۔ صادق ہے۔ اس لئے کہ اگر صادق نہ آئے گا تو بعض نبی مبلغ نہیں صادق آئے گا اور جب یہ صادق آئے تو محال

ثابت کرنے کے بہت سے طریقے ہیں لیکن عمدہ طریقے دو ہی ہیں ۔
دوران "سبر تقسیم"۔ دوران کی تعریف یہ ہے کہ حکم کا معنی مشترک کے ساتھ وجوداً و عدماً دور کرنا یعنی جہاں معنی پایا جانے وہاں حکم بھی پایا جائے اور جہاں معنی منتفی ہو وہاں حکم بھی منتفی ہو۔ مثلاً شراب کے حرام ہونیکی علت نشہ ہے ۔ پس جس چیز میں نشہ پایا جانے وہ حرام ہے اور جس میں نشہ نہ پایا جاتے وہ حرام نہیں ہے ۔ پس علت کا پھرنا حکم کے پھرنے کو ملتزم ہے ۔ تو جہاں نشہ پایا جائیگا ۔ وہاں حکم (حرمت) بھی پایا جائے گا ۔

سبر تقسیم اسکو کہتے ہیں کہ دونوں جزیوں میں سے جو اصل ہو یعنی جو حکم اصل کیواسطے ثابت کیا جا رہا ہو اس کے چند اوصاف لیں اور پھر ان اوصاف میں سے ایک وصف کو حکم کا صالح اور قابل قرار دیں ۔ مثلاً "حدوث بیت" کے یہ اوصاف لئے ۔ امکان ۔ وجود ۔ جوہریت ۔ جسمیت ۔ تالیف ۔ اور ان اوصاف میں سے تالیف کو بیت حادث ہونے کا سبب قرار دیا اس لئے کہ اگر وجود ۔ حدوث کا سبب ہو تو لازم آتا ہے (نعوذ باللہ) کہ واجب بھی حادث ہو اس لئے کہ وہ بھی موجود ہے اور اگر جوہریت ہو تو لازم آتا ہے کہ "عقول مجردہ" بھی حادث ہوں اس لئے کہ

یاد رکھو کہ جس چیز میں وہ مبتلا ہیں وہی لغو ہے نہ کہ جس کو چھوڑا ہیں نہیں
سمجھ سکتا کہ کس سبب نے اُن کو صناعات خمسہ کی تعریفات سے روکا۔
میرے ذہین و فہیم فرزندو تم ان مباحث کے حاصل کرنے میں بہت اہتمام
و مستعدی سے کام کرنا اس عجیب و غریب مطلب کی تلاش قدما ماہرین
کی کتابوں میں کرنا اُن ہی کتابوں میں سید ہا اور صاف راستہ پاسکو گے"۔

برہان کی بحث

برہان اس قیاس کو کہتے ہیں جو مرکب ہو مقدمات
یقینیہ سے خواہ وہ بدیہی ہوں یا ایسے نظری
ہوں جو بدیہی کی طرف منتہی ہوں یعنی آخر میں بدیہی نکل آوے۔ یہ خیال کہ برہان
بدیہیات سے ہی مرکب ہوتی ہے غلط ہے۔
بدیہیات چھ ہیں۔ اولیات وہ قضایا ہیں جن کے یقین کرنے کے لئے
ان کے اطراف اور نسبت کا تصور کافی ہو۔ جیسے نبی امتی سے بہتر ہے۔
فطریات (جنکو قضایا قیاساتھا معہا بھی کہتے ہیں) یہ اُن کو کہتے ہیں کہ جو
کسی واسطہ کی طرف محتاج ہوں مگر وہ واسطہ ذہن ہی میں موجود ہو جیسے
چار جفت ہے کہ جب چار اور جفت کا تصور کیا جائے اس طرح پر کہ یہ
منقسم بمتساوین ہے تو فوراً چار کے جفت ہونے کا یقین ہو جائے گا
یا جیسے ایک دو کا آدھا ہے ایک اور دو کے آدھے ہونیکا تصور ہو جائے
اس طرح پر کہ ایک اور ایک دو ہوتے ہیں تو فوراً ایک کے متعلق دو کو

لازم آئے گا پس نتیجہ نکلے گا کہ اگر ہر نبی مبلغ ہے صادق نہ آئے تو محال
لازم آئے گا اور محال ثابت نہیں ہے تو ہر نبی مبلغ ہے کا نہ ثبوت بھی
ثابت نہیں ہے پس ثابت ہوا کہ ہر نبی مبلغ ہے۔

اطلاع ۔ اقیسہ کی بحث تو ختم ہوئی اب برہان کی بحث شروع ہوتی
ہے۔ مگر اسکے شروع کرنے سے پہلے ایک تقریر دلپذیر سے آگاہ کرنا مناسب
سمجھتے ہیں۔

امام ہمام مولانا فضل امام کی ایک گہر بار تقریر :۔" میرے پیارے
عزیز بیٹو! میری نصیحت کو غور سے سننا اور میری وصیت کو کبھی نہ بھولنا
اور یہی تمہارے واسطے بہترین طریقہ ہے۔ تمام پرانے حکما یہانتک کہ
ان کا خاتم شیخ الرئیس قیاس کے مادون کی تفصیل میں دلچسپی لیتے تھے اور
یہ صرف اس لئے کہ طالبین صناعت کیواسطے اس کے جاننے میں فوائد
اور منافع ملحوظ تھے آخیر کے حکیموں نے خصوصاً ہمارے زمانے کے منطقیین
نے ان مباحث شریفہ کو ایسا چھوڑا کہ اسکا ذکر بھی نہیں کرتے ان کی کتابیں
ان مباحث سے پاک ہیں اور وہ اس پر خوش ہوں گے۔ ان مباحث کی
جگہ پر متاخرین نے اپنی کتابوں میں قیاسوں کی صورتیں بیان کی ہیں اور
بہت کچھ "دست درازی" کی ہے خصوصاً شرطیات متصلہ اور منفصلہ کے
گندے نالے میں کود ہی پڑے حالانکہ اس میں کچھ فائدہ اور لطف نہیں

حدس میں ذہن مبادی سے مطلوب کی طرف دفعۃً اور مطلوب سے مبادی کی طرف دفعۃً منتقل ہوتا ہے اور حدس اکثر شوق کے بعد ہوتا ہے۔ اور کبھی تعجب (بہت غور فکر) کے بعد ہوتا ہے۔ اور کبھی ان دونوں کے بغیر بھی ہوتا ہے۔

حدس میں لوگ مختلف ہوتے ہیں۔ بعض لوگ قوی الحدس ہوتے ہیں اور ان کو ہر وقت حدس ہوتا رہتا ہے۔ جیسے اولیاء، حکماء بعض لوگ قلیل الحدس ہوتے ہیں اور اُن کو کبھی کبھی حدس ہوتا ہے اور بعض لوگ کو کبھی حدس ہی نہیں ہوتا جیسے "بلید الطبع" (کند ذہن) شخص۔ اور اس سے یہ بھی جان لیا گیا کہ بداہتہ اور نظریہ اشخاص و اوقات میں مختلف ہے۔ پس جو چیز "بلید الطبع" کے نزدیک نظری ہوتی ہے وہی صاحبِ قوت قدسیہ" کے نزدیک بدیہی ہوتی ہے۔

مشاہدات اُن قضایا کو کہتے ہیں جن میں بواسطہ مشاہدہ اور حس کے حکم کیا جائے۔ مشاہدات کی قسمیں۔ اول حسیات یہ وہ ہوتے ہیں کہ جن میں حس ظاہر سے ادراک کے بعد حکم کیا جائے اور حواس ظاہر پانچ ہیں۔

سامعہ اس قوت کا نام ہے جو اُس پٹھے میں رکھی گئی ہے جو کان کے سوراخ کے نیچے بچھا ہوا ہے کہ جب ہوا وہاں تک پہونچکر اُس پٹھے کو

آدھے ہونے کا بھی یقین ہو جائے گا
حدسیات وہ قضایا ہیں کہ جو بلا واسطہ حرکت فکریہ کے ذہن میں آجائیں
حدس اور فکر میں فرق"۔ حدس اور فکر میں یہ فرق ہے کہ فکر میں نفس کو دو
حرکتیں (مبادی سے مطلوب کی طرف اور مطلوب سے مبادی کی طرف)
کرنی ضروری ہیں۔ اس لئے کہ جب مطلوب ذہن میں کسی وجہ سے حاصل
ہو جائے تو مطلوب اُن معانی کی طرف جو ذہن میں مخزون (محفوظ) ہیں
حرکت کرتا ہے۔ تاکہ اشیاء مخزونہ میں سے وہ چیزیں جو مطلوب
کے ساتھ مناسبت رکھتی ہیں حاصل کرے۔ پھر رجعت قہقری (واپس
ہو کر) کرکے دوسری حرکت کرتا ہے۔ اور جن معلومات کو حاصل کیا تھا۔
ترتیب دیتا ہے یہاں تک کہ مطلوب حاصل ہو جائے اور انھیں دو
حرکتوں کا نام فکر ہے۔ مثلاً جب انسان کو کاتب یا ضاحک وغیرہ ہونے
کی وجہ سے تصور کیا اور پھر اُس کی ماہیت کو حاصل کرنا چاہا تو ذہن کو
اپنے معانی مخزونہ (یعنی وہ معانی کہ جو خزانہ میں حاصل ہیں) کی طرف حرکت
دی تو اُن میں سوائے حیوان اور ناطق کے کوئی چیز مناسب مطلوب نہیں
پائی پس یہاں اول حرکت تمام ہوئی پھر ان کو اس طرح ترتیب دیا کہ
جنس یعنی حیوان کو مقدم کیا اور فصل یعنی ناطق کو مؤخر۔ تو حیوان ناطق حاصل
ہو گیا اور یہی مطلوب ہے پس یہاں حرکت ثانیہ بھی تمام ہوئی۔

حس میں "معانی شخصیہ" اور جزئیہ کا ادراک ہوتا ہے۔ حافظہ وہ معانی جزئیہ کا خزانہ ہے۔ متصرفہ، جو صور اور معانی میں تصرف بالتحلیل والترتیب کر سکے اور مدرکات العقل (کلیات) اس قسم میں داخل نہیں ہیں۔

تجربیات یہ وہ قضایا ہیں کہ جن میں بوجہ مکرر سہ کرر مشاہدہ ہوئے اور اس کے خلاف نہ ہونے پر حکم کیا جائے مثلاً سقمونیا کا استعمال صفرا کا مسہل ہے۔ متواترات وہ قضایا ہیں کہ جن میں اتنے آدمی ایک بات کی خبر دیں کہ عقل ان کو جھوٹا یقین نہ کر سکے اُن آدمیوں کی تعداد میں اختلاف ہے بعضوں نے کہا ہے کہ کم از کم چار ہوں اور بعض نے دس اور بعض نے چالیس تبلائے ہیں۔

فیصلہ یہ ہے کہ بوجہ مختلف ہونے اشخاص کے عدد تو معین نہیں ہو سکتی۔ پس یہ کلیہ قاعدہ یاد رکھنا چاہیئے کہ عقل اُس میں کذب کو جائز نہ رکھے اور وہ یقین کے حد تک پہونچ جائے۔

فائدہ۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ "قیاس برہانی" میں مقدمات نقلیہ مستعمل نہیں ہوتے اس لئے کہ نقل چند وجوہ سے غلطی کی طرف موصل ہوتی ہے تو یہ قیاس برہانی کی مبادی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ وہ فائدہ یقینیہ دیتی ہے مگر امام ہمام محمد فضل امام عمری الخیر آبادی قدس سرہ نے اس خیال کو رد کرتے ہوئے یہ فرمایا ہے کہ نقل اکثر یقینی فائدہ

دباتی ہے تواس قرع کیوجہ سے وہ آواز جس کو ہوا نے یہاں تک پہنچایا،
محسوس کرتی ہے۔
باصرہ۔ حکماء ریاضین کے طور پر اس شعاع کا نام ہے جو آنکھ سے
مخروطی (گاجری) شکل میں نکلتی ہے کہ اس کا قاعدہ (نیچے کا حصہ) مُبصر پر
اور اس کا اثر مرکز بصر پہ ہوتا ہے۔
شامہ اس قوت کا نام ہے جو زائدیں رکھی گئی ہیں جو مقدم دماغ
سے اُگے ہیں اور حکمتہ الٰہی (پستان کی گھنڈی کی) کے شابہ ہیں اور اسکے
ادراک کی شرط اُس ہوا کا انفصال ہے جو شامہ اور جرم کے درمیان میں
ہے جس سے خوشبو یا بدبو محسوس ہوتی ہے۔
ذائقہ۔ اس قوت کا نام ہے جو جرم زبان پر بچھے ہوئے پٹھے میں پھیلی
ہوئی ہے۔
لامسہ اُس قوت کا نام ہے جو اس پٹھے میں پھیلی ہوئی ہے جو تمام
جلد بدن کیساتھ مختلط ہے۔ اسکی وجہ سے جو چیز بدن سے ملے اور لگے
تو اسکا ادراک اور شے ملموس کا ادراک ہوتا ہے۔
وہم وجدانیات۔ وہ ہیں جو حواس باطنہ کے ذریعہ سے ادراک
کیا گئیں اور حواس باطنہ بھی پانچ ہیں۔ حس مشترک وہ ہے جس میں صورتوں کا
ادراک ہوتا ہے۔ خیال وہ حس مشترک کا خزانہ ہے۔ وہم اس کو کہتے ہیں

مطابق ہوں۔ اسکی چند وجہیں ہیں یا بوجہ مصلحت عامہ کے جیسے انصاف
اچھا ہے۔ ظلم برا ہے۔ یا بوجہ رقت قلبیہ کے جیسے جانور کا ذبح کرنا
بُرا ہے۔ یا بوجہ انفعالات خلقیہ یا مزاجیہ کے۔ اسی سبب سے
عادتوں اور مزاجوں کا اعتقادیات میں بہت بڑا دخل ہے اس لئے کہ
درشت طبیعت حضرات مجرم پر سختی کرنا چاہتے ہیں اور نرم مزاج رحمدل
لوگ عفو کو بہتر سمجھتے ہیں۔ اسی وجہ سے عادتوں میں لوگ مختلف ہوتے
ہیں۔ ہر قوم کے خاص خاص مشہورات ہوتے ہیں۔ نحاۃ کے مشہورات
فاعل مرفوع۔ مفعول منصوب۔ مضاف الیہ مجرور ہوتا ہے۔ فلاسفہ کے
مشہورات ایک۔ ایک ہی کو پیدا کرسکتا ہے۔ قبول کرنیوالا قبول نہیں
کراتا۔ قبول کرانے والا قبول کرنے والے میں ایک ہی چیز قبول
کراسکتا ہے۔ دوسرے وہ کہ جو ایسے مقدمات سے مرکب ہو کہ اُنکو
دونوں مخالفوں نے تسلیم کرلیا ہو۔ اور مشہورات اولیات کے
مشابہ ہوتے ہیں مگر تھوڑے سے غور کرنے کے بعد فرق نکل آتا ہے
"صناعت جدل" کا یہ فائدہ ہے کہ اپنی رائے کی حفاظت کرسکیں اور
مخالف کو الزام دے سکیں۔

قیاس خطابی یہ قیاس ہمیشہ ایسے مقدمات سے مرکب ہوتا
ہے جو "عند الطبائع" مقبول ہوتے ہیں اور ایسے

دیتی ہے مگر جبکہ اس کے شرائط بھی پائے جائیں ۔ ہاں اگر یہ کہا جائے کہ محض نقل بلا اس کے کہ اس کے شرائط کا لحاظ کیا جائے فائدہ یقینی نہیں دیتی تو البتہ درست ہے ۔

برہان کے اقسام

برہان کی دو قسمیں ہیں ۔ لِمّی ۔ اِنّی ۔ لمی اس کو کہتے ہیں کہ جس میں علت سے دلیل لائی جائے ۔ معلول پر ۔ اور وہ علت واقع میں بھی اس معلول کی علت ہو جیسے "محمود کو بخار ہے"۔ اس لئے کہ اس کی خلطیں سڑگئیں ہیں ۔ جس کی خلطیں سڑ گئیں ہوں اس کو بخار ہوتا ہے ۔ نتیجہ "محمود کو بخار ہے"۔ جس طرح اس قیاس میں حداوسط (خلطیں سڑگئیں ہیں) بخار کے ثبوت کے لئے علت ہے ۔ اسی طرح واقع میں بھی بخار کی علت ہے ۔

اِنّی وہ ہے کہ جس میں معلول سے دلیل لائی جائے علت پر جیسے "دنیا کاریگری سے بنی ہے"۔ جو کاریگری سے بنے اس کا کاریگر ہوتا ہے ۔ نتیجہ دنیا کے لئے کاریگر ہے ۔

قیاس جدلی

اس قیاس کو کہتے ہیں جو مقدمات مشہورہ سے مرکب ہو یا اُن مقدمات سے مرکب ہو کہ جو مسلم عندالخصم ہوں (یعنی اُن کو مخالف نے تسلیم کرلیا ہو) خواہ وہ صادق ہوں یا کاذب ۔ اس کی دو صورتیں ہیں اوّل یہ کہ وہ قوم کی رائے کے

حکیموں نے اسکو استعمال کیا ہے اکثر قیاس میں بھی کلام خطابی کا استعمال ہوتا ہے۔

قیاس شعری وہ ہوتا ہے جو مرکب ہو اثر انداز خیالی باتوں سے خواہ جھوٹی ہوں یا سچی۔ خواہ ممکن ہوں یا ناممکن۔

چونکہ عموماً نفس کو یقینی باتوں سے وہ مناسبت نہیں ہوتی جتنی کہ خیالی باتوں سے ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے نفس کو خیالی باتوں کا جب علم ہوتا ہے تو اگر وہ خوش کن ہیں تو خوش ہوتا ہے۔ ترہیب۔ تنذیر کی باتوں سے رنج کرتا ہے۔ جیسے شعراء کے کلام میں ہوتا ہے

قیاس سفسطی وہ قیاس ہے جو مرکب ہو۔ جھوٹی۔ وہمی۔ من گھڑت۔ مشتبہ۔ غلط۔ بے اصل باتوں سے

اس سے صرف یہ فائدہ ہے کہ اس کا جاننے والا نہ غلطی کرتا ہے اور نہ کسی کے مغالطے میں آتا ہے البتہ دوسرے کو مغالطہ دیسکتا ہے اور بس۔
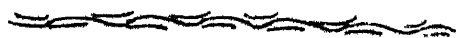
لوگوں کے اقوال سے ماخوذ ہوتے ہیں کہ جنکی طرف طبائع کا میلان۔ عقیدت کا رجحان ہو۔ جیسے اولیاء۔ حکماء ایسے مقدمات اور اقوال ہمیشہ مفید الظن ہوتے ہیں۔ جو مقدمات اقوال انبیاء علیہم وعلی نبینا الصلوٰۃ والسلام سے ماخوذ ہوں وہ ہرگز سلک خطایات میں داخل نہیں ہیں۔ ان کا مرتبہ اس سے برتر و بالا ہے۔ اس واسطے کہ وہ سچی خبریں ہیں جو مخبر صادق سے معلوم ہوئی ہیں۔ اور اس کی تائید معجزہ نے کی ہے وہم کی مجال نہیں ہے کہ وہاں خطا و خلل کا خدشہ پیدا کر سکے۔ جو قیاس ان مقدمات سے مرکب ہو وہ قیاس برہانی ہے۔ اس کے مقدمات یا قطعی ہیں یا ظنی کہ ان میں بوجہ قطعی ہونے احد الجانبین کے حکم دیا گیا ہے اسی قیاس میں حدسیات۔ تجربیات اور متواترات بھی داخل ہیں بشرطیکہ حد یقین تک نہ پہونچے ہوں یا اس وجہ سے کہ علت کا شعور نہ ہوا ہو۔ یا خبر دینے والوں کی مقدار اس حد تک نہ پہونچی ہو کہ اس کو متواتر کہہ سکیں۔

اس قیاس اور صنعت کے بہت سے فائدے ہیں جو امور معاش" (دنیوی) کے نظم اور احکام معاد" (عاقبت) کے نسق میں کارآمد ہوتے ہیں۔ جس کے کرنے یا بچنے کا حکم دیا ہے۔ دونوں میں معاش اور معاد کی تصلیح (درستگی) منصور ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ عقلمندوں اور بڑے بڑے

"اعتذار، اظہار، تشکر"

ناظرین کرام! آپ کا یہ ادنیٰ ترین خادم ضلع پشاور کے ایک دیہہ کا باشندہ۔ جس کی مادری اور ملکی زبان پشتو ہے۔ اردو نہ مادری زبان نہ ملکی۔ بنا بریں اردو ادبیت اور محاورہ کی حیثیت سے۔ نیز اصل مضمون میں ضرور کمزوریاں اور خامیاں ہونگی۔ امید کہ ناظرین عظام۔ میری کمزوریوں سے درگذر اور خامیوں کی اطلاع فرماکر "والعافین عن الناس" اور "ان ارید به الا الاصلاح" پر عمل فرماکر ممنون فرمائیں گے۔

میں اپنی یہ حقیر تالیف بنام مدرسہ مطلع العلوم بنارس خالصاً لوجہ اللہ محفوظ کرتا ہوں۔ حق طبع صرف مدرسہ مذکور کو حاصل ہوگا۔ کوئی صاحب ارادہ طبع نہ فرمادیں۔

نیز میں جناب پیر محمد اینڈ سنز رئیس بدوہی کا بیحد مشکور ہوں کہ موصوف نے طباعت کتاب کیلئے ایک خطیر رقم مرحمت فرمائی۔ جزاہ اللہ عنا وعن سائر المسلمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

(خادم العلم یوسف عباسی پشاوری صدر المدرسین مطلع العلوم بنارس۔ ا رجب ۱۳۵۶ھ)

مصنف کتاب کی دیگر تصنیفات :- القرآن والسنۃ فی النکاح ۶/ صفائر الجنۃ ۲/
زلزلۃ الساعۃ ۲/ رحمت عالم ۶/

مہتمم عبد الکریم۔ منیجر مدرسہ مطلع العلوم بنارس